ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

www.tanzeem.org

3

13 تا 19 صفر المظفر 1432ھ/ 18 تا 24 جنوری 2011ء

اس شمارے میں

متبادل راستے

قرآن کو اپنے باطن میں اتارو

منافقت اور اس کی پہچان

ایک ہی صف میں کھڑے با اختیار طبقات!

حالات حاضرہ پر امیر تنظیم اسلامی کا خصوصی انٹرویو

قرآن حکیم: خیرِ مجسم

اور اللہ نے بدلہ لے لیا

امریکی مفادات کی جنگ سے باہر نکل آئیں

تنظیم اسلامی کی دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

اللہ تعالیٰ سے غداری

اسلامی ریاست میں انسانی حقوق کا بڑا محافظ حکومت کا یہ تصور ہے کہ وہ ایک امانت ہے اور اس کے نگرانِ اعلیٰ کی حیثیت ایک امین کی سی ہے۔ خدا اور بندے کے درمیان اس قول وقرار کے بعد کہ

﴿اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ﴾ (التوبۃ:111)

”حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال جنت کے بدلے خرید لیے ہیں۔“

مسلمان کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی سونپی ہوئی ایک مقدس امانت بن گئی ہے اور وہ اپنا حق تصرف خود اپنی آزادانہ مرضی اور اپنے بے لگام اختیار وارادے سے نہیں بلکہ اصل مالک کی مرضی اور اس کی دی ہوئی ہدایات کے مطابق استعمال کرنے کا پابند ہو گیا ہے۔ یہ اسی تصورِ امانت کا نتیجہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے ساتھ ظلم کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسے ”خیانتِ نفس“ کا مجرم ٹھہراتا ہے۔

اس تصورِ امانت کی رو سے ہر شخص پر احتساب وذمہ داری کا بار بقدرِ امانت ہے۔ جس کے پاس اسباب و وسائل اور اختیارات واقتدار کی جتنی امانت موجود ہے وہ اسی تناسب سے اپنے مالک کے حضور اپنے اعمال و افعال کا جوابدہ ہے۔ خلفائے راشدین اور صحابہ کرام ؓ کو اس تصورِ امانت کا پورا پورا شعور واحساس تھا۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ فرماتے ہیں:

”جو شخص حکمران ہو اس کو سب سے زیادہ بھاری حساب دینا ہوگا۔ اور وہ سب سے زیادہ سخت عذاب کے خطرے میں مبتلا ہوگا۔ اور جو حکمران نہ ہو اس کو ہلکا حساب دینا ہوگا۔ اور اس کے لیے ہلکے حساب کا خطرہ ہے۔ کیونکہ حکام کے لیے سب سے بڑھ کر اس بات کے مواقع ہیں کہ ان کے ہاتھوں مسلمان پر ظلم ہو۔ اور جو مسلمانوں پر ظلم کرے وہ خدا سے غداری کرتا ہے۔“

بنیادی حقوق

صلاح الدین

سورۃ التوبہ

(آیات 75تا78)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَىِٕنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ۝ فَلَمَّآ اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا
وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ۝ فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ۝ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا
اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ۝

’’اور ان میں بعض ایسے ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر وہ ہم کو اپنی مہربانی سے (مال) عطا فرمائے گا تو ہم ضرور خیرات کیا کریں گے اور نیکو کاروں میں ہو جائیں گے۔ لیکن جب اللہ نے ان کو اپنے فضل سے (مال) دیا تو اس میں بخل کرنے لگے، اور (اپنے عہد سے) روگردانی کر کے پھر بیٹھے۔ تو اللہ نے اس کا انجام یہ کیا کہ اس روز تک کے لئے جس میں وہ اللہ کے روبرو حاضر ہوں گے ان کے دلوں میں نفاق ڈال دیا، اس لئے کہ انہوں نے اللہ سے جو وعدہ کیا تھا اس کے خلاف کیا اور اس لئے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے۔ کیا ان کو معلوم نہیں کہ اللہ ان کے بھیدوں اور مشوروں تک سے واقف ہے اور یہ کہ وہ غیب کی باتیں جاننے والا ہے؟‘‘

یہ چار آیتیں ہم مسلمانانِ پاکستان کے لیے خاص لمحہ فکریہ ہیں۔ یہاں مدینے کے منافقین کی ایک قسم کا تذکرہ ہو رہا ہے کہ ان میں وہ لوگ بھی ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر اللہ ہمیں اپنے فضل سے نوازے گا، دولت دے کر غنی کر دے گا تو ہم خوب صدقہ خیرات کریں گے اور نیک بن جائیں گے۔ مگر جب اللہ نے ان کو اپنے فضل سے غنی کر دیا تو اب اس دولت کے ساتھ بخل کیا اور پیٹھ موڑ لی۔ تو اللہ نے سزا کے طور پر ان کے دلوں میں نفاق ڈال دیا۔ اللہ کے ساتھ وعدہ کر کے مکر جانے کی دنیا میں یہ سزا ملتی ہے کہ دل میں نفاق پیدا ہو جاتا ہے۔ یہی نفاق اب پاکستان کے مسلمانوں کا روگ ہے۔ ہم نے پاکستان لا الٰہ الا اللہ کے نعرے کی بنیاد پر بنایا تھا کہ جب ہم ایک آزاد مسلمان مملکت حاصل کر لیں گے تو وہاں اسلام کا نفاذ کریں گے۔ ہندوستان کے مسلمانوں نے ووٹ دے کر اپنا فرض کفایہ ادا کر دیا کہ جاؤ، تم اسلام قائم کرو، جو ہم پر گزرے گی سو گزرے گی۔ 60 برس سے زائد ہو گئے، پاکستانی مسلمانوں نے کیا کیا۔ وہ اسلام کہاں ہے جس کے نفاذ کا وعدہ کیا تھا۔ یہ ہے ہماری بدعہدی اور بے وفائی جس کا نتیجہ نفاق کی صورت میں بھگت رہے ہیں۔ اس وقت تین طرح کے نفاق ہیں جو پاکستانی قوم پر مسلط ہو گئے ہیں۔ پہلا نفاق باہمی ہے۔ اب ہم ایک قوم نہیں رہے بلکہ مختلف قومیتوں میں تحلیل ہو چکے ہیں۔ اب عصبیتیں ہیں، صوبائیت ہے، لسانیت ہے، فرقہ واریت ہے اور نہ معلوم کیا کیا ہے۔ دوسرا نفاق عملی ہے۔ ہمارے ہاں کردار کا بیڑہ غرق ہو گیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ منافق کی تین نشانیاں ہیں جس میں وہ تینوں چیزیں ہیں، وہ خالص منافق ہے، اگرچہ وہ روزے رکھتا ہو اور نماز پڑھتا ہو اور اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا ہو۔ وہ تین نشانیاں یہ ہیں: جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے اور جب کہیں امین بنا دیا جائے تو خیانت کرے۔ اب اپنی قوم کا حال دیکھ لیجیے، جو جتنا بڑا ہے اتنا ہی بڑا جھوٹا ہے، اتنا ہی بڑا خائن ہے، اتنا ہی بڑا وعدہ خلاف ہے، الا ماشاء اللہ۔ تیسرا نفاق جو میرے نزدیک سب سے بڑا نفاق ہے، دستوری سطح پر نفاق ہے۔ ہمارا دستور منافقت کا پلندہ ہے، جس میں لکھا ہے No legislation will be done repugnant to the Quran and Sunnah یہ بہت بڑی اور بہت عمدہ بات ہے۔ معلوم ہوتا ہے گویا سورۃ الحجرات کی پہلی آیت کا دستوری زبان میں ترجمہ کر کے دستور میں شامل کر دیا گیا ہے۔ لیکن افسوس کہ اس پر عمل کرنا ضروری نہیں سمجھتے۔ یہ دفعہ لکھی رہے گی اور بس۔ ایک اسلامی نظریاتی کونسل بنا دی ہے۔ وہ نفاذِ اسلام کے متعلق سفارشات پیش کرتی رہے گی اور ہر سال اس کی رپورٹ پیش ہو جائے گی۔ باقی اسلام کے عملی نفاذ کی ہم پر نہ ذمہ داری ہے نہ پابندی۔ ایک شریعت فیڈرل کورٹ ہے جس میں بڑے چوٹی کے علماء ہیں اور اُن کو بڑی بڑی تنخواہیں اور مراعات ملی ہوئی ہیں۔ یہ سب کچھ تو ہے مگر دستور پاکستان اس کے دائرے سے خارج۔ عدالتی اور عائلی قوانین بھی اس کے دائرہ اختیار میں نہیں، مالی قوانین سود وغیرہ بھی پہلے دس سال تک اس کے اختیار سے باہر کیے گئے تھے۔ بس بیٹھ کر تنخواہیں لو، میٹنگز کرو اور بس۔ میرے نزدیک دستور کی سطح پر ایسی منافقت پوری دنیا میں شاید کہیں بھی موجود نہ ہوگی۔ یہ ہے ہمارا اصل روگ۔ فرمایا کہ اللہ نے عقوبت کے طور پر وعدہ سے پھر جانے اور جھوٹ بولنے والوں کے دلوں میں نفاق پیدا کر دیا ہے اور ان کا یہ نفاق اُس دن تک رہے گا جس دن اللہ سے ملاقات کریں گے۔ یہ کانٹا ان کے دل سے نکلنے کا نہیں بسبب اس وعدہ خلافی کے جو انہوں نے اللہ سے کر رکھی ہے اور بسبب اس کے جو انہوں نے جھوٹ بولا۔ کیا انہیں یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی چھپی اور کھلی چیزوں، ان کے خفیہ مشوروں اور سازشوں سے واقف ہے اور اللہ تعالیٰ تمام غیب کا جاننے والا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ اہل ایمان اپنی امکانی حد تک نیکی کی کوشش کرتے ہیں تو یہ ان پر طعن اور استہزاء کرتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

ایوب بیگ مرزا

متبادل راستے

اگرچہ ایک طویل عرصہ سے امریکی حکومت کے اعلیٰ عہدہ داروں کی پاکستان میں مسلسل آمد و رفت جاری ہے لیکن پاکستان پیپلز پارٹی کے موجودہ دورِ حکومت میں امریکہ کے نائب صدر جو بائیڈن پہلی مرتبہ پاکستان تشریف لا رہے ہیں۔ امریکی نائب صدر کے دورے کے مقاصد، اُن کے نظریات اور خواہشات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہیں۔ طریقہ واردات بھی یقیناً پہلے سے مختلف نہیں ہوگا، وہی ڈالروں کی چمک اور پتھر کے دور میں پہنچانے کی دھمک، یعنی گاجر اور چھڑی کا کھیل جو پہلے بھی ہم سے کھیلا جاتا رہا ہے، یعنی وہی دودھ اور شہد کی نہریں بہا دینے کے وعدے اور تورا بورا بنا دینے کے للکارے اور ڈراوے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ شمالی وزیرستان پر حملہ کرنے کے امریکی دباؤ کو ہماری عسکری قیادت نے بڑے حوصلے اور ہمت سے برداشت کیا ہے صاف انکار کرنے کی بجائے ٹال مٹول سے کام لیا، لیکن نائن الیون کے بعد پہلی مرتبہ اِس حوالہ سے امریکی ڈکٹیشن کو قبول کرنے سے معذرت کر لی۔ ہم عساکرِ پاکستان کے لیے ثابت قدمی کی دعا کرتے ہوئے عرض کرنا چاہتے ہیں کہ تباہی و بربادی اور موت کا خوف حقیقی تباہی و بربادی اور موت سے کہیں زیادہ نقصان دہ اور خطرناک ہوتی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ نو سال پہلے نائن الیون کے موقع پر اگر پرویز مشرف میں اتنی ہمت اور حوصلہ نہ تھا کہ وہ کھل کر امریکہ سے تعاون کرنے سے انکار کر دیتے لیکن کم از کم وہ حیلے بہانے سے غیر جانبداری کا انداز تو اختیار کر سکتے تھے یعنی grey area میں رہتے تو پاکستان اُن تباہ کن نقصانات اور ہلاکت خیز نتائج سے محفوظ رہتا جس کا شکار وہ امریکہ کا اتحادی بن کر ہوا اور جس کے خوفناک نتائج ہم آج تک بھگت رہے ہیں۔ بہر حال نو سال پہلے اور آج کے حالات میں یہ فرق تو بڑا واضح ہے کہ اُس وقت امریکہ نے مظلوم کا روپ دھار لیا تھا، تمام دنیا ہمدردی کی بنیاد پر اُس کی پشت پر تھی۔ امریکی عوام میں اشتعال تھا، حکمران اُنہیں سمجھا رہے تھے کہ امریکہ کی آزادی اور سلامتی پر حملہ ہوا ہے، اگر امریکہ نے دندان شکن جواب نہ دیا تو امریکی شہریوں کی آزادی ہمیشہ کے لیے ایک سوالیہ نشان بن جائے گی۔ امریکہ غضبناک تھا یا غضبناک ہونے کی اداکاری کر رہا تھا۔ آج یہ صورتحال نہیں ہے۔ نائن الیون کے سانحہ کا مرکزی کردار کون تھا؟ یہ واقعتاً مسلمانوں کی ایک دہشت گردی کی کارروائی تھی یا موساد نے امریکی ہاکس کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے خلاف محاذ کھولنے کے لیے یہ ڈرامہ رچایا تھا، سب کچھ مشکوک ہو چکا ہے۔ پھر یہ کہ نو سال کی احمقانہ جنگ میں امریکہ نے کیا کھویا کیا پایا؟ اس سب کی بیلنس شیٹ تیار کی گئی تو افغانستان کی جنگ میں امریکہ کے حصہ میں زبردست مالی خسارہ اور شرمندگی مایوسی اور رسوائی آئی، خصوصاً مالی خسارہ تو اتنا زیادہ ہوا کہ امریکہ ایک دولت مند اور سرمایہ دار ملک سے دنیا کا سب سے زیادہ مقروض ملک بن گیا۔ امریکہ کو یہ بھی معلوم ہوا کہ فضائی حملوں سے تباہی و بربادی پھیلانا اور زمین پر اتر کر قبضہ حاصل کر کے امن و امان قائم کرنے میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ نائن الیون کا سانحہ مشکوک ہو جانے کی وجہ سے امریکہ اخلاقی ہمدردی اور حمایت بھی کھو چکا ہے۔ یہ سب کچھ عرض کرنے کا مطلب ہے کہ امریکہ میں اب اتنی اخلاقی، نفسیاتی اور مالی قوت نہیں ہے کہ وہ زبردست عسکری قوت ہونے کے باوجود افغانستان کی طرح کی کوئی اور مہم جوئی مزید کرے۔ وہ ایک ایسے ہاتھی کی مانند ہے جس سے اپنا وزن سنبھالنا مشکل ہو رہا ہے۔ وہ افغانستان کی دلدل میں بری طرح پھنس چکا ہے۔ اب یہ کہنا قطعی طور پر جذباتیت کا مظہر نہیں کہ پاکستان کی سیاسی و عسکری قیادت کو حوصلے سے کام لے کر امریکہ کو صاف صاف جواب دے دینا چاہیے enough is enough ہم مزید آپ کے اتحادی نہیں رہ سکتے۔ اور لاجسٹک سپورٹ سمیت ہر قسم کا تعاون ختم کر دینا چاہیے۔ ہماری رائے میں پاکستان کو تورا بورا بنانا اور پتھر کی دنیا میں دھکیلنا اب امریکہ کے لیے اتنا آسان نہیں، بلکہ شاید ممکن ہی نہیں۔ حالات بدل چکے ہیں، البتہ وہ ہمارا حقہ پانی بند کرے گا اور وہ ایک دن ہونا ہی ہے۔ یہ نوبت جتنی جلدی آئے ہمارے لیے اُس سے نمٹ لینا اُتنا بہتر ہوگا اور شاید یہ آزمائش اور سختی

تا خلافت کی بنا، دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

قیامِ خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

13 تا 19 صفر المظفر 1432ھ — جلد 20
18 تا 24 جنوری 2011ء — شمارہ 3

بانی: اقتدار احمد مرحوم

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

مجلس ادارت

ایوب بیگ مرزا — محمد یونس جنجوعہ

نگرانِ طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:

67-اے، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور-54000
فون: 36316638-36366638 فیکس: 36271241
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقامِ اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور-54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا---------------- (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی رائے سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

ہمیں اقتصادی طور پر اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے میں مدد کرے۔ فرد ہو یا معاشرہ جب تک سختی اور آزمائش سے نہ گزرے کندن نہیں بن سکتا اور مسلمان کی تو نفسیات ہی کچھ ایسی ہے کہ مراعات حاصل ہوں حالات اچھے ہوں تو وہ غافل ہو جاتا ہے، لیکن کوئی چیلنج درپیش ہو یا اُسے للکارا جائے تو وہ مردِ میدان بن کر نکلتا ہے۔ دوسری طرف امریکیوں کا یہ طرزِ عمل سامنے آیا ہے کہ جواُن سے ڈر جائے اور دب جائے وہ اُس کے لیے فرعون بن جاتے ہیں اور جو انہیں آنکھیں دکھانے پر اتر آئے اُس سے اعراض اور گریز کا رویہ اختیار کرتے ہیں اور آنکھیں موند لیتے ہیں۔ ایران اور شمالی کوریا اس کی واضح مثالیں ہیں۔ پھر یہ کہ ہم نے خود آزمایا جب افغانستان جانے والی نیٹو سپلائی کو بند کیا گیا تو پاکستان کو ہر دوسرے دن دھمکیاں دینے والی محترمہ ہیلری کلنٹن معافی مانگنے پر اتر آئیں۔

ہم سمجھتے ہیں کہ اتحاد سے الگ ہوتے ہوئے ہمیں امریکہ کو قطعی طور پر للکارنے اور بڑھکیں مارنے کی ضرورت نہیں بلکہ لہجہ کی نرمی سے عملی اقدام کرنے چاہئیں۔ مثلاً فی الحال صرف یہ کہہ دیا جائے کہ امریکہ ڈرون حملے فوری طور پر بند کر دے، ہمارے ہوائی اڈے خالی کر دے، ہماری سرحدوں سے دور رہے اور فوجی نوعیت کی کوئی اشتعال انگیزی نہ کرے۔ اور ہم اصل کام یہ کریں کہ نیٹو سپلائی کے لیے لاجسٹک سپورٹ ختم کر دیں اور امریکہ کی خدمت میں یہ عرض کر دیا جائے کہ افغانستان میں اپنی فوجوں کو رسد کسی دوسرے راستے سے پہنچائے۔ ہمیں یہ بھی کہنے کی ضرورت نہیں کہ امریکہ افغانستان سے اپنی فوجیں نکالے، اس لیے بھی کہ اگر ہم نے مذکورہ بالا اقدام کیے تو امریکہ کے لیے افغانستان میں 2011ء گزارنا بھی انتہائی مشکل ہو جائے گا۔ امریکہ کو جنگی نکتہ نظر سے پاکستان جو اہم ترین مدد کر رہا ہے وہ نیٹو کی سپلائی کے لیے اپنا زمینی راستہ فراہم کرنا ہے۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ پاکستان اگر یہ راستہ بند کر دے تو امریکہ کے پاس کون سے متبادل راستے ہیں۔

امریکہ سے افغانستان متبادل راستے

1۔ ایک راستہ لٹویا کی بندرگاہ ریگا سے شروع ہوگا۔ روسی ٹرینوں کے ذریعے قازقستان اور ازبکستان کو کراس کرتے ہوئے شمالی افغانستان پہنچے گا۔ یہ ریلوے لائن 1990ء میں سوویت یونین نے تعمیر کی تھی۔

2۔ دوسرا راستہ: جارجیا سے روس کو بائی پاس کر کے بحیرۂ احمر کی بندرگاہ پوٹی سے شروع ہو کر آذربائیجان کی بندرگاہ پر سامان آئے گا، پھر وہاں سے بحری جہازوں کے ذریعے قازقستان، پھر زمینی راستے سے ازبکستان اور وہاں سے افغانستان۔ یہ راستہ پہلے راستے سے مختصر ہے لیکن loading اور unloading کی وجہ سے مہنگا پڑے گا۔

3۔ تیسرا راستہ: دوسرے راستے سے آتے ہوئے ازبکستان کو بائی پاس کرتے ہوئے کرغیزستان سے قازقستان، پھر تاجکستان اور آخر افغانستان

ان راستوں کو اختیار کرنا اتنا مہنگا پڑے گا کہ امریکی معیشت کا جنازہ جو اگلے 30 سالوں میں نکلتا نظر آتا ہے، وہ نوبت 10 سال میں آ جائے گی۔ آخر میں ہم اپنی سیاسی اور عسکری قیادت کو صاف صاف کہہ دینا چاہیں گے کہ اگر اب بھی ہم امریکی اتحاد سے الگ نہیں ہوتے تب بھی امریکہ کو تو یہاں سے ایک دن جانا ہی ہے، لیکن وہ ہمیں جغرافیائی لحاظ سے زندہ سلامت چھوڑ کر نہیں جائے گا۔ بہرحال امریکہ کے پاس افغانستان پہنچنے کے متبادل راستے ہیں ہمارے پاس امریکی اتحاد سے نکلنے کے سوا کوئی دوسرا راستہ نہیں۔

بیابہ مجلس اسرار

قرآن کو اپنے باطن میں اتارو

تربیتِ محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے نظام کی سب سے اہم اور اوّلین شق قرآن کو زیادہ سے زیادہ ٹھونک ٹھونک کر اپنے ذہن و قلب میں اتارنا ہے۔ ذہن کی گتھیوں کو سلجھانے، آئینۂ قلب کو صیقل کرنے، ایک بندۂ مومن کے باطن کے نور کو اُجاگر کرنے اور اس میں ایک تازہ ولولہ اور جوشِ عمل پیدا کرنے کے لیے قرآن حکیم سے زیادہ مؤثر شے اور کوئی نہیں ہے۔ یہ کتابِ مبین ہے، جو ﴿تَبۡصِرَةً وَّذِكۡرٰى لِكُلِّ عَبۡدٍ مُّنِيۡبٍ﴾ بن کر نازل ہوئی ہے۔ یعنی ''سیدھی راہ دکھانے والی اور یاددہانی ہر اُس بندے کے لیے جو اللہ کی طرف رجوع کرے۔''

اسی بات کو علامہ اقبال نے یوں بیان کیا ہے کہ ؎

چوں بجاں در رفت جاں دیگر شود　　　جاں چوں دیگر شد جہاں دیگر شود

یعنی یہ قرآن اگر کسی کے ذہن میں اتر جائے گا اور اس کے دل میں رچ بس جائے گا تو اس کے باطن میں ایک انقلاب برپا ہو جائے گا اور اس کی شخصیت بدل جائے گی۔ اور جب اندر انقلاب آئے گا تو یہ بالآخر ایک عالمی انقلاب کا پیش خیمہ بن سکتا ہے۔ پھر علامہ نے یہ بھی کہا کہ اپنے نفس کے تزکیہ کے لیے بھی اس قرآن سے زیادہ موثر شے اور کوئی نہیں ؎

کشتنِ ابلیس کارے مشکل است　　　زانکہ اُو گم اندر اعماقِ دل است

خوشتر آں باشد مسلمانش کنی!　　　کشتۂ شمشیرِ قرآنش کنی!!

یعنی ابلیس کو قتل کر دینا آسان کام نہیں ہے۔ اس لیے کہ وہ تو انسان کے دل پر جا کر گھات لگاتا ہے۔ جیسا کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ((اِنَّ الشَّيۡطٰنَ يَجۡرِيۡ مِنَ الۡاِنۡسَانِ مَجۡرَى الدَّمِ)) ''یقیناً شیطان انسان کے جسم میں خون کی مانند دوڑتا ہے''۔ پس جو زہر پورے جسم میں سرایت کر گیا ہو، اس کے لیے تریاق بھی وہ درکار ہے جو پورے وجود میں سرایت کر جائے اور وہ تریاق صرف قرآنی ہے۔ اس کو اپنے باطن میں اتارو۔ اس کو اتارنے کا عمل یہ ہے کہ اسے بار بار پڑھو، اِسے hammer کرو، اسے ٹھونک ٹھونک کر اپنے اندر اتارو۔ یہ نہیں کہ ایک بار پڑھا اور سمجھ لیا، بلکہ اس کو پڑھتے رہو۔ اس طریقہ سے یہ قرآن رفتہ رفتہ انسان کے وجود میں سرایت کرتا ہے۔

منافقت اور اُس کی پہچان

سورۃ التوبہ کے نویں رکوع کی روشنی میں

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی ماڈل ٹاؤن لاہور میں
امیر تنظیم اسلامی محترم **حافظ عاکف سعید** حفظہ اللہ کے 31 دسمبر 2010ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

[سورۃ التوبہ کی آیات 67، 68 کی تلاوت اور خطبہ مسنونہ کے بعد]

حضرات! ہمارے ہاں ایک طرف ناموس رسالت ایکٹ کے حوالے سے بحث جاری ہے۔ ناموس رسالت ایکٹ اور گستاخ رسولؐ کی سزا کے خلاف جن خیالات کا اظہار کیا جارہا ہے، یہ حقیقت میں ایک قانون پر تنقید نہیں، مقام رسالت کا انکار ہے۔ اور مقام رسالت کو تسلیم نہ کرنا قرآن کو نہ ماننا ہے۔ دوسری جانب دو سیاسی پارٹیوں کی جانب سے ایک دوسرے کے خلاف جس قسم کی زبان استعمال ہورہی ہے، وہ نہایت شرمناک ہے۔ اس سے واضح ہوگیا ہے کہ سیاست کے حمام میں سبھی ننگے ہیں۔ ابلیس کی زبان سے علامہ اقبال نے کہا ہے ؎

کیا امامان سیاست، کیا کلیسا کے شیوخ
سب کو دیوانہ بنا سکتی ہے میری ایک ہو

اس وقت بحیثیت قوم ہمارا جو طرزِ عمل اور اندازِ فکر ہے، اِس حوالے سے ہمیں سوچنا چاہیے کہ آیا یہ ایمانی کہلا سکتا ہے یا اس کے برعکس یہ منافقانہ ہے۔ منافقت انتہائی مذموم شے ہے۔ یہ انتہائی مہلک مرض ہے۔ ہمارے ہاں اس لفظ کا استعمال بہت عام ہوگیا ہے، جبکہ اس کے استعمال میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔ تاہم اس کا عام مفہوم دوغلا پن ہے، یعنی قول وفعل کا تضاد اور ہماری سیاست تو نام ہی دوغلے پن کا ہوکر رہ گئی ہے۔ لہٰذا عوامی مفہوم میں پورا پاکستان اس وقت منافقت کی لپیٹ میں ہے الا ماشاء اللہ۔

منافقت کیا شے ہے؟ اس کی پہچان کے حوالے سے میرا ذہن سورۃ التوبہ کے نویں رکوع کی جانب منتقل ہوا۔ اسی کی چند آیات میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہیں۔ نفاق کا مضمون قرآن مجید بالخصوص مدنی سورتوں میں بڑی تفصیل کے ساتھ آیا ہے۔ منافقانہ روش کیا ہوتی ہے؟ نفاق کی ہلاکت خیزی کیا ہے؟ منافقین کے ہتھکنڈے کیا تھے؟ اُن کے اوصاف کیا ہیں؟ اور اُن کا اُخروی انجام کیا ہے؟ یہ مباحث بڑی تفصیل سے سورۃ النساء، سورۃ الاحزاب اور سورۃ المنافقون میں آئے ہیں۔ سورۃ التوبہ کے اس رکوع کے آغاز میں منافق مردوں اور عورتوں کا ذکر ہے، اور آخر میں اِن کے مقابلے میں مومن مردوں اور عورتوں کا رویہ بیان کیا گیا ہے۔ یہ گویا دونوں کرداروں کا ایک تقابلی جائزہ ہے۔ یاد رکھیے، منافقت جس کا ہم ذکر کررہے ہیں، یہ عملی منافقت ہے۔ یہ مسلمانوں ہی میں ہوتی ہے۔ ایک تو عقیدے کا نفاق ہے، یہ تو کفار کے ساتھ خاص ہے۔ عقیدے کے اعتبار سے منافق شخص وہ ہے جو ایک سازش کے تحت اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اسلام میں داخل ہوتا ہے۔ یہ تو منافقت کی آخری انتہا ہے۔ قرآن مجید میں اس کا تذکرہ بھی آیا ہے۔ جیسا کہ سورۃ آل عمران میں فرمایا:

﴿وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴾

’’اور اہل کتاب ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ جو (کتاب) مومنوں پر نازل ہوئی ہے اس پر دن کے شروع میں تو ایمان لے آیا کرو اور اس کے آخر میں انکار کردیا کرو، تاکہ وہ (اسلام سے) برگشتہ ہوجائیں۔‘‘

سورۃ المائدہ میں ان منافقین کے لیے یہ الفاظ آئے ہیں:

﴿وَقَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ ط﴾ (آیت:61)

’’حالانکہ کفر لے کر آتے ہیں اور اسی کو لے کر جاتے ہیں۔‘‘

لیکن قرآن مجید میں تفصیل کے ساتھ جس نفاق کا ذکر ہے وہ نفاق عملی ہے اور وہ منافقین ہیں، جو فی الواقع اللہ کے دین میں داخل ہوئے تھے۔ نبی کی حقانیت اُن پر منکشف ہوگئی، مگر بعدازاں جب ایمان کے عملی تقاضے سامنے آئے تو اولاد، مال و دولت اور دنیا کی محبت اُن کے پاؤں کی بیڑی بن گئی۔ ظاہر ہے، نفاق دلوں کا روگ ہے۔ جب یہ اپنا اثر دکھاتا ہے تو لوگوں کو ایمان کے عملی تقاضے، ہجرت، جہاد وقتال اور انفاق وغیرہ بہت بھاری نظر آتے ہیں۔ نفاق کی پہلی سٹیج پر جھوٹے بہانے کیے جاتے ہیں۔ کچھ عرصے بعد جب ان بہانوں پر اعتماد نہیں رہتا تو پھر اِن پر جھوٹی قسموں کا اضافہ کردیا جاتا ہے۔ اس سے اگلی سٹیج یہ ہوتی ہے کہ اُن مسلمانوں سے، جو دین کے تقاضے پورے کرنے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں، دل میں بغض اور نفرت پیدا ہوجاتی ہے۔ سوچ یہ ہوتی ہے کہ اگر یہ لوگ بھی ہماری طرح بیٹھے رہتے تو ہماری بے عملی کبھی نمایاں نہ ہوتی۔ چنانچہ اب مومنین صادق سے قلبی تعلق ختم کرکے، اللہ کے دشمنوں

کفار سے دوستیاں کی جاتی ہیں، تاکہ اگر کہیں حق و باطل کے معرکے میں وہ غالب آجائیں تو اُن سے بنی رہے اور فوائد سمیٹ سکیں۔ پھر یہ دوستیاں وقت کے ساتھ ساتھ مضبوط سے مضبوط تر ہونے لگتی ہیں۔ یہاں تک کہ ساری قلبی محبت کا رُخ ہی اللہ کے دشمنوں کی طرف ہوجاتا ہے۔

معلوم ہوا کہ نفاق عملی کا آغاز بدنیتی سے نہیں ہوتا، بلکہ بے عملی سے ہوتا ہے۔ اِس قسم کے نفاق میں مبتلا لوگ عہد نبویؐ میں بھی موجود تھے۔ ان لوگوں کی باطنی کیفیت کو قرآن حکیم نے یوں واضح کیا ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ ازْدَادُوا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللَّهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيلًا ﴿١٣٧﴾ بَشِّرِ الْمُنَافِقِينَ بِأَنَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿١٣٨﴾﴾ (النساء)

”جو لوگ ایمان لائے پھر کافر ہوگئے پھر ایمان لائے پھر کافر ہوگئے پھر کفر میں بڑھتے گئے ان کو خدا نہ تو بخشے گا اور نہ سیدھا راستہ دکھائے گا۔ (اے پیغمبر ﷺ) منافقوں (یعنی دوزخی لوگوں) کو بشارت سن دو کہ ان کے لئے دکھ دینے والا عذاب (تیار) ہے۔“

جو شخص بدنیتی سے منافقت نہیں کرتا، یعنی نفاق اعتقادی میں مبتلا نہیں ہوتا بلکہ عملی کوتاہی کی وجہ سے نفاق کی ہولناک کھائی میں گرتا ہے، اُس کا معاملہ یہ ہوتا ہے کہ وہ جب دین کا کوئی تقاضا پورا نہیں کرتا تو شروع شروع میں اپنے آپ کو مجرم محسوس کرتا ہے۔ وہ فی الواقع یہ سمجھتا ہے کہ میں نے ایسا کر کے جرم کیا ہے، اس لیے کہ میں نے کلمہ پڑھ رکھا ہے، میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو مانا ہے، اس لیے مجھے حکم شریعت پر چلنا چاہیے تھا۔ لہٰذا جب لوگ اُسے ملامت کرتے ہیں تو وہ یہ کہتا ہے کہ مجھ سے غلطی ہوئی ہے اور آئندہ ایسا نہیں کروں گا۔ لیکن پھر یہ ہوتا ہے کہ دین کے مشکل تقاضے سامنے آتے ہیں، تو پھر مال و اولاد کی محبت پاؤں کی بیڑی بن جاتی ہے اور آگے بڑھنے نہیں دیتی۔ اس روش کے جاری رہنے سے بالآخر یہ ہوتا ہے کہ وہ کفر ہی میں آگے بڑھتا چلا جاتا ہے۔ (یاد رہے کہ یہ کفر قانونی و اعتقادی نہیں، عملی ہے) یہ ہے ایمان سے نفاق کا وہ سفر جس کا انجام نہایت خوفناک ہوگا۔ قرآن مجید میں زیادہ تر اسی نفاق کو نمایاں کیا گیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے نفاق عملی کی کچھ علامات بھی بتائی ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ آپ ؐ نے فرمایا:

”منافق کی تین نشانیاں ہیں: جب گفتگو کرے تو جھوٹ بولے، جب امانت دی جائے تو اس میں خیانت کرے، اور جب وعدہ کرے تو اس کے خلاف کرے۔“ (صحیح بخاری)

اس روایت میں نفاق کی تین علامتیں بیان ہوئی ہیں۔ یعنی جھوٹ، وعدہ خلافی اور بددیانتی۔ ایک دوسری روایت میں اِن میں جھگڑے میں آپے سے باہر ہوجانے اور گالم گلوچ کا اضافہ ہے۔ یہ روایت حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے مروی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”چار باتیں جس کسی میں ہوں گی، وہ خالص منافق ہے اور جس میں ان چار کی ایک بات ہو اس میں ایک بات نفاق کی ہے، تاوقتیکہ اس کو چھوڑ نہ دے (وہ چار باتیں یہ ہیں) جب امین بنایا جائے تو خیانت کرے اور جب بات کرے تو جھوٹ بولے اور جب وعدہ کرے تو خلاف کرے اور جب لڑے تو بے ہودگی کرے۔“ (صحیح بخاری)

اگر ہم اپنے معاشرے کا جائزہ لیں، تو من حیث المجموع یہ چاروں بیماریاں ہماری رگ رگ میں سرایت کر چکی ہیں۔ جھوٹ جو ساری خرابیوں کی جڑ بنیاد ہے، اس قدر عام ہو چکا ہے کہ اللہ کی پناہ۔ یہی حال دوسرے منافقانہ خصائل وعدہ خلافی، بددیانتی اور گالم گلوچ کا ہے۔ اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ اگر اِن بیماریوں کا پورا عملی مشاہدہ کرنا ہو تو ہمارے معاشرے کو دیکھ لیا جائے۔ ہمارا سماج ان کا عملی مرقع ہے۔ والد محترم ڈاکٹر اسرار احمد ؒ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے ہاں جو جتنا بڑا ہے، اتنا ہی جھوٹا، وعدہ خلاف اور خائن ہے۔ سیاستدانوں کے ہاں عوامی سطح پر جو زبان استعمال ہو رہی ہے، یہ اس قدر شرمناک ہے کہ اسے اپنی زبان پر بھی نہیں لایا جاسکتا۔ یہ بھی منافقت کی ایک نشانی ہے۔ یہ چار نشانیاں جن لوگوں میں ہوں گی، اس حدیث کی رو سے وہ خالص منافق ہے۔ چاہے وہ نماز پڑھتا ہو، روزے رکھتا ہو۔ ہمارے قومی وجود کو منافقت کا روگ بھی لاحق ہے، اس پر مستزاد ہم پر جو لوگ مسلط ہیں، اُن کی دینی حالت یہ ہے کہ ہمارے وزیرداخلہ کابینہ کے اجلاس میں سورۂ اخلاص کی صحیح تلاوت بھی نہ کر سکے۔ اس سے پہلے سابق دور حکومت میں ہمارے وفاقی وزیر تعلیم نے ایک انٹرویو میں کہا تھا کہ قرآن میں 40 پارے ہیں۔ بعد میں جب اُن پر جرح کی گئی تو ہکا بکا ہو کر دیکھنے لگے۔ اس لیے کہ انہیں پتا ہی نہیں تھا کہ قرآن کے پارے 40 نہیں 30 ہیں۔ یہ تو ہمارے دین سے تعلق کا حال ہے۔ لیکن ہم حکمرانوں کو کیا روئیں، ہمارے عوام کی بھی یہی حالت ہے۔ ہمارے تبلیغی بھائی تبلیغ کے لیے ملک کے دور دراز پسماندہ علاقوں میں جاتے ہیں، تو انہیں معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کو کلمہ پڑھنا نہیں آتا، نماز جو دین کا ستون ہے، پڑھنی نہیں آتی۔ معلوم ہی نہیں ہوتا کہ دین کیا ہے؟ جب قوم کی اکثریت کا یہ حال ہوگا تو ظاہر ہے، پھر اسی قسم کے لوگ اوپر آئیں گے۔

نفاق کا آغاز جیسا کہ پیچھے واضح کیا گیا، بے عملی اور عمل کی کوتاہی سے ہوتا ہے۔ پھر مختلف مراحل سے گزر کر انسان اُس مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ اللہ اُس کے دل پر مہر کر دیتا ہے، اور اُس سے ہدایت اور توبہ کی توفیق ہی سلب ہو جاتی ہے۔ لہٰذا نفاق کے حوالے سے ہم میں سے ہر ایک کو فکر مند ہونا چاہیے۔ یہ مرض غیر محسوس طریقے سے انسان پر حملہ کرتا ہے۔ اُسے پتا ہی نہیں چلتا اور نفاق کے جراثیم جسم میں داخل ہو کر تباہ کاری کا آغاز کر دیتے ہیں۔ ہمیں اپنے طرز عمل اور انداز فکر کا مسلسل جائزہ لیتے رہنا چاہیے کہ کہیں اس مرض کا شکار تو نہیں ہوگئے۔ ہماری تو حیثیت ہی کیا ہے، اللہ کے رسول ﷺ کے جلیل القدر صحابہ ؓ کا، جن کو اللہ تعالیٰ نے ”رضی اللہ عنھم و رضوعنہ“ کا سرٹیفکیٹ دیا، حال یہ تھا کہ اس حوالے سے فکر مند رہتے تھے۔ صحابہ کرام ؓ اس معاملے میں کتنے حساس تھے، اس کا بخوبی اندازہ حضرت حنظلہ ؓ کے واقعہ سے بھی ہوجاتا ہے۔ امام بخاریؒ نے حضرت حسن بصریؒ کا قول نقل کیا ہے کہ ”نفاق کا اندیشہ نہیں رکھتا مگر وہی جس کے دل میں ایمان ہوتا ہے (اسے اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں ایمان کی پونجی ضائع نہ ہوجائے) اور نفاق سے بے خوف نہیں ہوتا مگر وہی جو منافق ہو۔“ اس لیے کہ ایمان بہت بڑی دولت ہے، یہ نور ہے اور جس کے پاس یہ نور اور دولت ہوگی ہی نہیں اِسے چھن جانے کی کیا فکر ہوگی۔ مرزا غالب نے اپنے مخصوص انداز میں کہا تھا ۔

نہ لٹتا دن کو تو کب رات کو یوں بے خبر سوتا
رہا کھٹکا نہ چوری کا ، دعا دیتا ہوں رہزن کو

جس کے پاس کوئی دولت ہی نہ ہو اُسے چوری کا کیا ڈر ہوگا۔ غالب کہتے ہیں کہ میری جو دولت تھی، وہ تو دن کو لٹ گئی۔ اب میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے، جس کے لٹنے کا اندیشہ ہو۔ لہٰذا میں پاؤں پسار کے سو رہا ہوں۔ رہزن نے میری دولت لوٹ کر دولت کے لٹ جانے کے اندیشے سے مجھے آزاد کر دیا ہے۔ اس لیے میں اُسے دعا دیتا ہوں کہ اُس نے میری مشکل آسان کر دی۔

اب آیئے، منافقانہ کردار کے حوالے سے سورۃ التوبہ کے نویں رکوع کے مطالعہ کا آغاز کریں۔ فرمایا:

﴿اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ﴾

"منافق مرد اور منافق عورتیں ایک دوسرے کے ہم جنس (یعنی ایک ہی طرح کے) ہیں۔"

یعنی یہ ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں۔ یہ ایک دوسرے کے سپورٹر ہیں۔ ایک دوسرے کے شانہ بشانہ چلتے ہیں اور مل جل کر نفاق کو فروغ دیتے ہیں۔

ان کی پہلی خصلت یہ ہے کہ

﴿يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ﴾ "منکرات کا حکم دیتے ہیں"۔

اللہ تعالیٰ تو منکرات سے روکتا ہے کہ یہ گناہ کے کام ہیں، جو اُس کی ناراضی کا باعث بنتے ہیں، مگر یہ منافقین ان کے کرنے کا حکم دیتے ہیں، ان کو فروغ دیتے ہیں، اِن کو عام کرنا چاہتے ہیں۔ معلوم ہوا یہ شیطان کے ایجنٹ ہیں۔ شیطان کا اصل کام ہی یہی ہے۔ وہ لوگوں کو منکرات کی ترغیب دیتا ہے، انہیں فحاشی کی تلقین کرتا ہے اور اِن چیزوں کو خوشنما بنا کر پیش کرتا ہے۔ آپ دیکھئے، اس ملک میں جب سے "روشن خیال اعتدال پسندی" کا گمراہ کن نعرہ لگایا گیا ہے، اس کے بعد سے منکرات کو بڑے دھڑلے اور ڈھٹائی سے فروغ دیا جا رہا ہے۔ حکومتی سطح پر بھی منکرات کی ترویج ہو رہی ہے۔ اور ہمارا سارا دیگر میڈیا بھی یہی کام کر رہا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ نوجوان نسل تباہی کے گڑھے میں گر رہی ہے۔ ٹیلی ویژن چینلوں، انٹرنیٹ اور موبائل فون نے بیڑہ غرق کر دیا ہے۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ والدین کو ذرا برابر احساس ہی نہیں کہ اُن کی اولاد موبائل فون اور انٹرنیٹ کا کس قدر غلط اور منفی استعمال کر رہی ہے۔ ہمارے ہاں ساری فحش ویب سائٹس کھلی ہیں، اُن پر کوئی سنسر نہیں ہے، حالانکہ سعودی عرب میں اس کا اہتمام موجود ہے، ہمیں یہ "تکلف" گوارا بھی کیسے ہو سکتا ہے۔ ہم تو ایک منصوبے کے تحت معاشرے کو دینی اور اخلاقی اقدار سے تہی دست کرنا چاہتے اور شرم و حیا کا جنازہ نکالنا چاہتے ہیں۔

منافقین کی دوسری خصلت یہ ہے کہ

﴿وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ﴾

"وہ نیکی کے کاموں سے روکتے ہیں"

اس حوالے سے بھی ہمارا کردار منافقانہ ہے۔ ہمارے ہاں معروفات کے راستے میں قدم قدم پر رکاوٹیں کھڑی کی جا رہی ہیں۔ سکولوں اور کالجوں میں رقص و سرود کی محافل تو بلا روک ٹوک منعقد کی جاتی ہیں، مگر درسِ قرآن کی بات ہو تو کہہ دیا جاتا ہے کہ یہ نہیں ہو سکتا۔ حال ہی میں یہ خبریں بھی اخبارات میں شائع ہوئیں کہ سوات میں امن قائم ہو گیا ہے، اور سیکیورٹی فورسز نے علاقے کا چارج سنبھال لیا ہے۔ مگر اس کا نتیجہ کیا ہوا؟ رقص و سرود کی محفلیں جو پہلے بند ہو گئی تھیں، دوبارہ ہونے لگی ہیں۔ رقاصائیں اب کھل کر اپنے پروگرام کر رہی ہیں۔ یہ ہے اسلامی جمہوریہ پاکستان۔ کیا یہ منافقت نہیں ہے؟ یہ تو منافقین کا کام ہے مگر ہم بالکل بے خوف ہو کر یہ کیے جا رہے ہیں۔ اپنے ادارے کے حوالے سے ایک مثال دیتا ہوں۔ ہم نے کچھ عرصہ پہلے انجمن خدام القرآن کے پلیٹ فارم سے پیمرا سے یہ درخواست کی تھی کہ ہمیں ایف ایم چینل کھولنے کی اجازت دی جائے، تاکہ اُس کے ذریعے دعوت قرآنی کو فروغ دے سکیں۔ مگر ہمیں اس کی اجازت نہیں دی گئی۔ اس سے واضح ہو گیا کہ نجی چینل بھانڈوں، میراثیوں اور گلوکاروں کے لیے ہیں، دعوتی مقاصد کے لیے اِن کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ ہمیں اللہ سے ڈرنا چاہیے۔ ہم جس انداز سے معروفات کے راستے میں رکاوٹیں کھڑی کر رہے ہیں اور جس طور سے منکرات کو فروغ دے رہے ہیں کہیں اس جرم کی بنا پر ہم پر بڑا عذاب نہ آ جائے۔ قرآن میں سابقہ قوموں کا ذکر آیا ہے۔ اُن پر عذاب کیوں آتے رہے، ہمیں اِس سے سبق سیکھنا چاہیے۔

﴿وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ﴾

"وہ اپنی مٹھیاں بند رکھتے ہیں۔"

منافقین کا ایک خاص معاملہ یہ ہے کہ وہ اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔ جب بھی انفاق کا تقاضا ہو تو ان کی مٹھیاں بند رہتی ہیں۔ یہ عیاشیوں پر اپنی دولت خرچ کریں گے، رقص و سرود کی محفلیں جمائیں گے، این جی اوز قائم کر کے اس ملک میں دشمنوں کے ایجنڈے کو فروغ دینے پر خرچ کریں گے، تاکہ اپنے آقاؤں سے مزید پیسے بٹور سکیں، مگر اللہ کے دین کے فروغ کے لیے، خدمتِ خلق کے لیے اور انسانیت کی بھلائی کے لیے یہ کوئی پیسہ خرچ کرنے کو تیار نہیں۔

اللہ نے اِن خصلتوں اور منافقانہ کردار کے تذکرے کے بعد منافقین کے بدترین انجام کا ذکر فرمایا۔ ارشاد ہوا:

﴿نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ ۭ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝﴾

"انہوں نے اللہ کو بھلا دیا تو اللہ نے بھی ان کو بھلا دیا بیشک منافق نافرمان ہیں۔"

یعنی اللہ کو بھلانے کی پاداش میں اللہ نے اُن کو اُن کے حال پر چھوڑ دیا، تاکہ عذاب جہنم کے مستحق بنیں۔ اس لیے کہ یہ ہیں ہی اللہ کے نافرمان اور غدار۔

آگے فرمایا:

﴿وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ هِىَ حَسْبُهُمْ ۚ﴾

"اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں سے آتش جہنم کا وعدہ کیا ہے، جس میں ہمیشہ (جلتے) رہیں گے، وہی ان کے لائق ہے۔"

ان کے لیے ایک تو جہنم کی دہکتی آگ ہے، جس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے دوسرے یہ کہ ان پر اللہ کی لعنت ہے۔ یعنی یہ دنیا و آخرت میں اللہ کی رحمت سے محروم رہیں گے۔ چنانچہ آگے فرمایا:

﴿وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۝﴾

"اور اللہ نے ان پر لعنت کر دی ہے اور ان کے لئے ہمیشہ کا عذاب (تیار) ہے۔"

یاد رہے کہ وہ لوگ جو اللہ کے رسول ﷺ کو ایذا پہنچائیں گے اُن کے لیے بھی لفظ لعنت آیا ہے۔ ظاہر ہے، اُن سے بڑھ کر بدبخت اور گھٹیا اور کون ہو سکتا ہے۔ سورۃ الاحزاب میں فرمایا:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝﴾

"اور جو لوگ اللہ اور اس کے پیغمبر کو رنج پہنچاتے ہیں ان پر اللہ دنیا اور آخرت میں لعنت کرتا ہے اور ان کے لئے اس نے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔"

رکوع کے بقیہ حصہ کا مطالعہ ان شاء اللہ آئندہ کریں گے۔

[مرتب: محبوب الحق عاجز]

☆☆☆

ایک ہی صف میں کھڑے بااختیار طبقات!

نعیم اختر عدنان

اسلام ہمارا دین ہے، جمہوریت ہماری سیاست ہے، سوشلزم ہماری معیشت ہے اور طاقت کا سرچشمہ عوام ہیں۔ پیپلز پارٹی کے بانی جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے اِن ہی نظریات کی بنیاد پر اپنی پارٹی قائم کی اور بہت عرصہ تک اسلامی جمہوریہ پاکستان کے در و بام اِن اصطلاحات کی گھن گرج سے گونجتے رہے۔ زمانہ کی گردش سے پیپلز پارٹی نے اگر اپنے اِس فلسفے کو خیرباد نہیں کہا تو پھر بھی یہ نظریات اب جناب آصف علی زرداری کی پیپلز پارٹی کی ترجیح اوّل نہیں رہے۔ تاہم وقفے وقفے سے پیپلز پارٹی اپنی روایتی ''وسیع المشربی'' سوچ فکر کا اظہار کرتی رہتی ہے۔ خواتین کے حقوق کی ترجمانی اور تحفظ کا پیپلز پارٹی صرف زبانی دعویٰ ہی نہیں کرتی بلکہ اپنی سوچ کے مطابق ممکن حد تک اپنی پالیسیوں سے اس کا عملی ثبوت بھی فراہم کرتی ہے۔ چنانچہ قومی اسمبلی کی سپیکر شپ کا عہدۂ جلیلہ ہو، وزیراعظم کی پرسنل سیکرٹری کی ذمہ داری ہو، وفاقی محتسب کا منصب ہو، ہر جگہ آپ کو پیپلز پارٹی کے صحن چمن میں ''قوامیت نساء'' کا رنگ جھلکتا ہوا نظر آئے گا۔ حکمران پارٹی کی سیاست کی ایک خوبی (اگر واقعی اُسے خوبی کہا جا سکے تو) ملک کی اقلیتوں کے ساتھ اُس کا ''معاشقہ'' ہے۔ چنانچہ سیکولر نظریات کے حامل طبقات کو شایانِ شان پذیرائی ملتی ہے، اور یہ سعادت بھی پیپلز پارٹی ہی کا مقدر بنتی ہے۔ بقول شاعر ؎

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی، جو اماں ملی تو کہاں ملی
میرے جرم خانہ خراب کو تیرے عفوِ بندہ نواز میں

آئینی طور پر پاکستان ''اسلامی جمہوریہ'' ہے مگر اُس طوائف کی طرح جسے شوہر کے سوا سب کچھ میسر ہوتا ہے۔ قرآن و سنت کے قوانین خصوصاً فوجداری اسلامی سزاؤں کو بے نظیر بھٹو اپنے دورِ حکومت میں وحشیانہ سزائیں قرار دے کر اپنے لیے باعث افتخار سمجھتی تھیں۔ سلمان تاثیر کو پنجاب کی گورنری کا منصب بھی تو شاید اسی لیے عطا کیا گیا ہے تاکہ ایک جانب مشرف کی باقیات کا تسلسل بھی قائم رہے اور پیپلز پارٹی کی اقلیت نوازی کو مزید تقویت دی جا سکے۔ چنانچہ اسی لیے تو گورنر موصوف توہین رسالت کی مرتکب اور سزا یافتہ خاتون آسیہ بی بی کو بے گناہ قرار دلوانے اور صدارتی معافی نامہ کے لیے شیخوپورہ کی جیل میں حاضر ہوئے، اور توہین رسالت قانون تک کو ''کالا قانون'' کہہ ڈالا۔ (اور اسی کی پاداش میں سرکاری محافظ کی گولی کا نشانہ بن گئے۔) ایسے ہی مواقع کے لیے کہا جاتا ہے ''جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے''

قارئین! ہماری تمہید ''زلف یار'' کی طرح ذرا لمبی ہو گئی۔ مگر کیا کیا جائے بات ہی کچھ ایسی ہے۔ یادش بخیر، ماہ دسمبر کی 25 تاریخ کو دنیا بھر کی مسیحی اقوام ''کرسمس ڈے'' مناتی ہیں اور انہیں یہ مذہبی حق حاصل ہے مگر پاکستان جو ماشاء اللہ ''چشم بدور'' اسلامی جمہوریہ ہے، اُس کے آئینی منصب دار صدر پاکستان جناب آصف علی زرداری نے گزشتہ دنوں پورے جاہ و جلال اور شان و شوکت سے ایوان صدر میں مسیحی زعماء کے ساتھ کرسمس کی تقریب منعقد کی، کرسمس کا کیک کاٹا، حضرت عیسیٰ ؑ اور انجیل مقدس کے فرمودات اور اقتباسات پڑھ کر سنائے گئے۔ ایوان صدر کی اس بزم ناز میں پیپلز پارٹی کے ہم پیالہ و ہم نوالہ حاشیہ نشینوں کے ساتھ ساتھ اسلام آباد کی سفارتی برادری جس کی اکثریت کا تعلق عیسائی مذہب ہی سے ہے، شریک محفل تھی۔ یوں پیپلز پارٹی کے چیئرمین اور صدر پاکستان کے پہلو میں وزیراعظم پاکستان کی موجودگی نے عالمی برادری یعنی عالم کفر کو ''اسلام ہمارا دین ہے'' کا عملی ثبوت فراہم کیا اور یوں واضح کر دیا کہ ''لب پہ ذکر حجاز اور دل میں لندن کی ہوس'' کی بات بھی اپنی حیثیت میں بے معنی دکھائی دیتی ہے۔

یادش بخیر، تنظیم اسلامی کے بانی امیر ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ اکثر حکمران طبقات کے بارے میں یہ شعر پڑھا کرتے تھے ؎

رنگِ گل کا سلیقہ ہے نہ بہاروں کا شعور
ہائے کن ہاتھوں میں تقدیر حنا ٹھہری ہے

آصف علی زرداری ایوان صدر میں اور یوسف رضا گیلانی خود گرجا گھر جا کر وزیراعظم کے اعلیٰ ترین منصب دار اور حضرت عبدالقادر جیلانیؒ کی وراثت کے دعویٰ کے ساتھ کرسمس کی تقریبات منا سکتے ہیں تو میاں محمد نواز شریف اور خادم اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف کیسے اور کیونکر اس ''سعادت'' سے خود کو محروم رکھ سکتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے بھی بقول ڈاکٹر بابر اعوان تخت لاہور میں صدر اور وزیراعظم کے نہلے پہ دہلہ مارتے ہوئے اپنے پہلو میں عیسائی زعماء اور پادری صاحبان کو کھڑا کر کے کرسمس کا کیک کاٹ کر اہل اقتدار کی اقتدا میں اپنا بھرپور حصہ ڈالا۔ تاکہ اپوزیشن کی طرف سے بھی دنیوی اقتدار کے ان داتاؤں کو ویسا ہی خیرسگالی کا پیغام دیا جا سکے جیسا پیغام حکومتی ایوانوں کی ''جنتا'' دے رہی ہے۔ کرسمس کی تقریبات میں وفاقی اور صوبائی حکومتوں کی شرکت کے حوالے سے حضرت علامہ اقبال کا ایک شعر حسب حال معلوم ہو رہا ہے ؎

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

قارئین کرام اگر بیان کردہ شعر میں تھوڑا سا تصرف کر لیا جائے تو شعر کو کچھ یوں پڑھا جا سکتا ہے ؎

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے زرداری و شہباز
کرسمس سے نہ گیلانی رہا پیچھے نہ شریف نواز

ہم اپنی ان تفصیلی گزارشات کو سرکار رسالت مآب ﷺ اور حضرت عمر بن خطاب ؓ کے مابین ہونے والے مکالمے کے تناظر میں اِس گتھی کو سلجھانے کی کوشش کرتے ہیں۔

کسی موقع پر حضرت عمر فاروق ؓ تورات کو پڑھنے میں مصروف تھے کہ اسی دوران تاجدار ختم نبوت ﷺ تشریف لے آئے۔ جاں نثارانِ رسالت نے دیکھا کہ رحمۃ للعالمین کے چہرۂ انور پر غصہ اور ناراضی ظاہر ہونے

لگی۔ اصحاب نبی ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جو اس صورتحال سے ابھی تک بے خبر تھے، آگاہ کیا۔ جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب نبی کائنات کو ناراضی، غصہ اور خفگی کی حالت میں دیکھا تو فوراً عرض کیا: ”رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا“ یعنی ”میں اللہ کے رب ہونے پر راضی ہوں، اسلام کے سچا دین ہونے پر اور محمد ﷺ کا رسول ہونے پر راضی ہوں“۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اِن کلمات کے بعد بھی خاتم المرسلین ﷺ نے فرمایا ”اے عمر! اگر آج موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام زندہ ہوتے تو انہیں بھی میری پیروی اور اتباع کرنا پڑتی۔“ اسلام تو یہ ہے! مگر ہمارے حکمران تو ٹھہرے ترقی پسند، روشن خیال اور لبرل ”مسلمان“۔ اِن صاحبانِ اقتدار طبقات نے اپنے اسلام کو قصۂ ماضی بنا کر اُسے انفرادی عقیدہ کی قربان گاہ پر ذبح کر دیا ہے۔ قرآن حکیم کے نزدیک ایسے لوگ سخت گمراہی کے راستے پر ہیں۔ اِن کے بُرے اعمال کو شیطان خوشنما اور اچھے اعمال بنا کر پیش کرتا ہے۔ ایک مسلمان کی حیثیت سے ہر کوئی جانتا ہے کہ قرآن مجید کی پہلی سورت سورۃ الفاتحہ ہے، جو نماز کی ہر رکعت کا حصہ بنتی ہے، اِس میں مسلم بندوں کا اپنے رب سے دُعا و التجا درج ہے: (ترجمہ) ”(اے اللہ) ہمیں صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرما، اُن لوگوں کے راستے پر جن پر تو نے اپنا انعام فرمایا اور نہ کہ اُن لوگوں کے راستہ (یعنی طریق زندگی وعبادت) پر چلنے جن پر تیرا غضب نازل ہوا اور جو (راہ ہدایت سے محروم ہو کر) گمراہ ہو گئے“۔ مفسرین کے مابین اس امر میں کوئی اختلاف نہیں کہ اِن دو طبقات سے مراد یہودی اور عیسائی ہیں۔ تو پھر مسلمان ہو کر ”کرسمس“ کی تقریبات میں شرکت ”چہ معنی دارد“

ضرورت رشتہ

☆ سید گھرانے کو اپنی حافظ قرآن بیٹی، عمر 24 سال، ایم اے اسلامیات کی طالبہ، پابند صوم وصلوٰۃ کے لیے دینی مزاج کے حامل برسرِ روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0331-4009544

☆ لاہور میں رہائش پذیر اہلحدیث فیملی کو اپنی بیٹی عمر 27 سال، تعلیم ایم اے اسلامیات، ایم ایس سی نفسیات کے لیے دینی مزاج کے حامل ہم پلہ رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0334-4090123

پریس ریلیز

حافظ عاکف سعید

پٹرولیم مصنوعات کی قیمت میں اضافہ واپس لینا اچھا اقدام ہے لیکن پاکستان کی تباہ شدہ معیشت کو سنبھالا دینے کے لیے کرپشن کا خاتمہ ضروری ہے

پٹرولیم مصنوعات کی قیمت میں اضافہ واپس لینا مرکزی حکومت کا ایک صحیح سمت قدم ہے لیکن پاکستان کی تباہ شدہ معیشت کو اُس وقت تک سنبھالا نہیں دیا جا سکتا جب تک کرپشن اور حکومتی اللوں تللوں کا خاتمہ نہیں ہو جاتا۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ انھوں نے کہا کہ امریکی وزیر خارجہ ہیلری کلنٹن کا حکومت کے اس اقدام کو پاکستان کی ایک غلطی قرار دینا ظاہر کرتا ہے کہ امریکہ پاکستان کو اپنی راجدھانی سمجھتا ہے اور وہ یہ پسند نہیں کرتا کہ اُس کی اجازت اور مرضی کے بغیر پاکستانی حکومت اپنی عوام کو کسی قسم کا ریلیف دے۔ حقیقت یہ ہے کہ امریکہ کو پاکستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت کرنے کی حکومت خود دعوت دیتی ہے۔ انھوں نے گورنر پنجاب کے قتل پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ اگرچہ عام حالات میں کسی کا قانون کو اپنے ہاتھ میں لینا ایک قابل مذمت فعل ہے لیکن اصل جرم وار ہماری حکومت اور آئین ہے جو گورنر کو قانون سے بالاتر قرار دیتا ہے۔ انھوں نے کہا کہ گورنر بلاواسطہ نہیں تو بالواسطہ توہین رسالت کا لازماً مرتکب ہوا ہے۔ اگر حکومت بروقت اقدام کرتی اور گورنر سلمان تاثیر کو سبکدوش کر دیتی پھر اُسے عدالت میں صفائی کا موقع دیتی تو شاید اُس کی جان بچ جاتی۔ اُنھوں نے کہا کہ بے عمل مسلمان بھی نبی پاک ﷺ کی شان میں گستاخی برداشت نہیں کر سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ گورنر سلمان تاثیر کا قاتل قومی ہیرو کے طور پر ابھرا ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ اگر پاکستان کو صحیح معنوں میں اسلامی فلاحی ریاست نہ بنایا گیا تو پاکستان ایسی دلدل میں پھنس جائے گا جس میں سے سلامتی سے باہر نکلنا ممکن نہ ہوگا۔ (پریس ریلیز: 7/جنوری 2011ء)

توہین رسالت قانون کو ختم کرنے اور آسیہ کو رہا کرنے کا پوپ بینڈکٹ کا مطالبہ پاکستان کے داخلی، سیاسی اور مذہبی معاملات میں براہِ راست مداخلت ہے

توہین رسالت قانون کو ختم کرنے اور آسیہ کو رہا کرنے کا پوپ بینڈکٹ کا مطالبہ پاکستان کے داخلی، سیاسی اور مذہبی معاملات میں براہِ راست مداخلت ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے ایک بیان میں کہی۔ اُنھوں نے کہا کہ درحقیقت پوپ کا یہ اشتعال انگیز بیان تہذیبوں کی جنگ کو تیز کرنے کی ایک کوشش ہے اور وہ مذہبی رہنما ہوتے ہوئے امریکی اور یورپی حکومتوں کے آلہ کار بن گئے ہیں۔ جونائن الیون کے بعد کروسیڈ کا اعلان کر کے عالم اسلام کے خلاف طبلِ جنگ بجا چکے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے لیے تشویش کا باعث امریکی اور یورپی جنگجو حکمران نہیں بلکہ اپنے وہ مسلمان حکمران اور سیکولر دانشور ہیں جو سفید سامراج کی غلامی میں ہی عافیت سمجھتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اسلام اقلیتوں کی حفاظت اور اُن کی مذہبی آزادی کا سختی سے حکم دیتا ہے۔ اس حوالہ سے ہمیں کسی سے درس لینے کی ضرورت نہیں۔ پاکستان میں اللہ کے فضل وکرم سے تمام اقلیتوں خصوصاً عیسائیوں کو جو مراعات اور تحفظ حاصل ہے وہ دنیا کے دوسرے ممالک اپنی اقلیتوں کو مہیا نہیں کر رہے۔ انہوں نے کہا کہ درحقیقت ہمارے حکمران سفید چمڑی والوں سے اتنے مرعوب اور خوفزدہ رہتے ہیں کہ وہ اپنے ملکی مفادات اور دینی شعائر کو بھی تج کر دینے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اغیار قانونی اور سفارتی سطح پر تجاوز کر کے ہمارے اندرونی معاملات میں مداخلت کرتے ہیں۔ انہوں پوپ کو تنبیہ کی کہ وہ آئندہ پاکستان کے توہین رسالت قانون کے بارے میں زبان کھولنے کی جرأت نہ کرے وگرنہ مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان تعلقات انتہائی کشیدہ ہو جائیں گے۔ انہوں نے ممبران قومی اسمبلی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ وہ دینی غیرت وحمیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے پوپ کے خلاف قرارداد منظور کریں۔ (پریس ریلیز: 11/جنوری 2011ء)

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر واشاعت تنظیم اسلامی پاکستان)

حکومت نیک نیت ہے تو C-295 کا جائزہ لینے والی کمیٹی ختم اور شیریں رحمان کا بل واپس لے

پاکستانی جمہوریت میں بے اُصولی ہی اُصول کا درجہ رکھتی ہے۔ اکثریت کھو دینے پر وزیر اعظم کو خود ہی مستعفی ہو جانا چاہیے تھا

نظام کبھی جمہوری اور انتخابی طریقوں سے نہیں بدلتا اسلام نافذ کرنا ہے تو منہج نبویؐ کی طرز پر انقلاب لانا ہوگا

فوج کی نیک نامی اور ''پیشہ وارانہ امیج'' بری طرح متاثر ہو چکا اس لیے فوج ماورائے آئین کوئی قدم نہیں اُٹھائے گی

ڈرون حملے رکوانے کے لیے امریکہ کے خلاف قوت کے استعمال سے دریغ نہ کیا جائے

پاکستان اور اسلام لازم وملزوم ہے۔ اسلام نافذ نہ ہو سکا تو پاکستان کی جغرافیائی سرحدوں کو قائم رکھنا مشکل ہوگا

امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید کا روزنامہ نوائے وقت اور ایکسپریس کو دیئے گئے انٹرویو کا مکمل متن

سوال: موجودہ حکومت کی اہم اتحادی جماعتوں کی علیحدگی کے بعد آپ مستقبل قریب میں پاکستان کے سیاسی حالات کو کس طرح دیکھتے ہیں کیا کسی ماورائے آئین اقدام کا اندیشہ ہے؟

عاکف سعید: بدقسمتی سے ہمارے ملک میں جمہوریت کا معاملہ تو فی الواقع شورش کاشمیری کے اس شعر کے مصداق ہے کہ ''اک طوائف گھری تماش بینوں میں'' چنانچہ بے اصولی ہی یہاں اصول کا درجہ رکھتی ہے۔ مروجہ جمہوری اُصولوں کے مطابق قومی اسمبلی میں اکثریت کھو دینے کے بعد وزیر اعظم کو خود ہی مستعفی ہونا چاہیے تھا۔ اور اگر وہ ایسا نہیں کرتے تو صدر کو فوری طور پر وزیر اعظم کو اعتماد کا ووٹ لینے کے لیے کہنا چاہیے تھا چونکہ وزیر اعظم اور صدر ایک ہی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں لہٰذا وہ حکومت ختم ہونے کے خدشے کے تحت اُنہیں اعتماد کا ووٹ لینے کا نہیں کہہ رہے۔ حالانکہ یہ پارلیمانی روایات کا لازمی جزو ہے۔ حقیقت میں ہمارا مسئلہ یہ ہے کہ ہم مغرب کی نقالی بھی صحیح طرح نہیں کرتے۔ اور ہم نے پارلیمانی جمہوریت کو بھی مذاق بنا کر رکھ دیا ہے۔ جہاں تک ماورائے آئین کسی اقدام کا تعلق ہے اُس کے امکانات اس لیے کم ہیں کہ گزشتہ دورِ حکومت میں فوج نہ صرف یہ کہ کوئی نیک نامی نہیں کما سکی بلکہ اُس کا پیشہ وارانہ امیج بہت بری طرح خراب ہوا ہے۔

سوال: بعض عناصر کی طرف سے یہ الزام عائد کیا جا رہا ہے کہ کچھ مذہبی جماعتیں ناموس رسالت کی تحریک کو اپنے سیاسی مقاصد کے لیے استعمال کرنا چاہتی ہیں آپ اس کو کس حد تک درست سمجھتے ہیں؟

عاکف سعید: میں اس الزام پر کوئی تبصرہ نہیں کر سکتا البتہ یہ بات یقینی ہے کہ تنظیم اسلامی ان شاء اللہ کسی سیاسی کھیل میں کسی طرح بھی شامل نہیں ہوگی۔ اِس وقت ہماری تعاون کا دائرہ کار صرف C-295 یعنی توہین رسالت ایکٹ کو من وعن قائم رکھنے تک محدود ہے۔

انٹرویو: **وسیم احمد**

سوال: کیا آپ توہین رسالت ایکٹ میں تبدیلی نہ کرنے کے حوالے سے سیاسی لیڈروں کے بیانات سے مطمئن ہیں؟ اگر نہیں تو حکومت کو کیا کرنا ہوگا؟

عاکف سعید: میں اِن کے بیانات سے ہرگز مطمئن نہیں اگر حکومت نیک نیت ہے تو اس کمیٹی کو فوری طور پر تحلیل کرے جو صدر نے C-295 کا جائزہ لینے کے لیے بنائی ہے۔ علاوہ ازیں سپیکر قومی اسمبلی قائمہ کمیٹی سے شیریں رحمٰن کا بل واپس لیں۔ جب تک یہ دو کام نہیں ہوتے ہماری جدوجہد جاری رہے گی۔

سوال: کیا آپ سیاسی گٹھ جوڑ کے اس موسم میں دینی جماعتوں کے اتحاد (MMA) کی بحالی دیکھ رہے ہیں؟

عاکف سعید: ایم ایم اے جب پہلی مرتبہ وجود میں آئی تھی تو ہم نے اس اتحاد کو اس اعتبار سے خوش آئند قرار دیا تھا کہ تمام بڑی دینی سیاسی جماعتیں ایک پلیٹ فارم سے الیکشن میں حصہ لے رہی تھیں۔ تنظیم اسلامی اگرچہ انتخابی سیاست میں حصہ نہیں لیتی پھر بھی ہم نے اتحاد سے باہر رہ کر ایم ایم اے کو اخلاقی طور پر سپورٹ کیا تھا۔ لیکن سچی بات یہ ہے کہ اول تو آئندہ انتخابات میں دینی جماعتوں کی کامیابی کا کوئی امکان نظر نہیں آتا اور اگر وہ کامیاب ہو بھی جائیں تو ہمیں توقع نہیں کہ وہ نفاذِ اسلام کے حوالہ سے کوئی کارنامہ سرانجام دے سکیں گی۔ اِس لیے کہ نظام کبھی جمہوری اور انتخابی طریقوں سے بدلا نہیں جا سکتا اگر آپ کو اسلامی نظام نافذ کرنا ہے تو اُس کے لیے منہج نبویؐ پر عمل پیرا ہو کر انقلاب برپا کرنا ہوگا تب ہی پاکستان میں نفاذ اسلام یعنی خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کی منزل حاصل کی جا سکتی ہے۔ میں یہاں یہ نوٹ کروا دینا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ پاکستان اور اسلام لازم وملزوم ہیں اگر پاکستان میں اسلامی نظام نافذ نہ ہو سکا تو پاکستان کی جغرافیائی سرحدوں کو قائم رکھنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہو جائے گا۔ کاش ہمارے مقتدر حلقے اِس حوالہ سے سوچیں اور منصوبہ بندی کریں کیونکہ اسلام، پاکستان کی سلامتی کے لیے ناگزیر ہے۔

سوال: امریکی عدالت میں آئی ایس آئی کے سربراہ احمد شجاع پاشا کی طلبی کے حوالے سے آپ کی کیا رائے ہے؟

عاکف سعید: یہ ہمارے اپنے کرتوتوں کا نتیجہ ہے۔

کشمیری گوریلا جنگ کی بجائے عدم تشدد کی بنیاد پر عوامی تحریک چلائیں تو جلد اپنی منزل پالیں گے

نائن الیون کے موقع پر ہماری عسکری قیادت امریکہ کے آگے سجدہ ریز ہوگئی پھر ہر روز کے ڈومور کے مطالبات پر ملکی مفادات اور اسلامی اخوت کو قربان کرتی چلی گئی۔ یہ طلبی اُس کا منطقی نتیجہ ہے اور عبرت ناک انجام ہے۔

سوال: ڈرون حملوں کے حوالے سے 2010ء پاکستان کے لیے بدترین سال تھا ایران کے دو ڈرون طیاروں کو گرانے کے پس منظر میں آپ حکومت پاکستان کو کیا مشورہ دیں گے؟

عاکف سعید: ایران سے مسلکی اعتبار سے اختلاف کے باوجود حق بات کہنا ہمارا فرض ہے۔ اسلامی دنیا میں صرف ایران ایسا ملک ہے جو انتہائی کمزور پوزیشن میں ہونے کے باوجود امریکہ جیسی سپریم پاور کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرتا ہے۔ بلکہ صحیح تر الفاظ میں مذہبی غیرت و حمیت کا مظاہرہ کرتا ہے۔ رہا سوال پاکستان کا، حقیقت یہ ہے کہ ہم غلامی کا قلادہ پوری طرح اپنی گردن میں ڈال چکے ہیں۔ اور منافقت کا یہ عالم ہے کہ ملک کا وزیراعظم امریکہ سے کہتا ہے آپ ڈرون حملے کرتے رہیں ہم پارلیمنٹ میں دکھاوے کا احتجاج کرتے رہیں گے اور بات اِس سے آگے نہیں بڑھے گی اور صدر کہتے ہیں کہ ڈرون حملوں سے شہریوں کی ہلاکت کی تشویش امریکہ کو ہوگی مجھے نہیں ہے۔ ہمارے نزدیک ڈرون حملوں کو روکنے کے لیے ہماری سیاسی و عسکری قیادت نے اگر امریکہ کے خلاف دوٹوک موقف اختیار نہ کیا تو ہماری خودمختاری کی بھی مکمل نفی اور پاکستان اور اس کے عوام سے غداری کے مترادف ہوگا۔

سوال: امریکی فوجوں کے افغانستان سے انخلاء کی صورت میں کسی Fallout سے بچنے کے لیے حکومت پاکستان کو کیا اقدامات تجویز کریں گے؟

عاکف سعید: فوری طور پر دہشت گردی کے خلاف اس نام نہاد جنگ سے علیحدہ ہوا جائے۔ اپنی فراہم کردہ لاجسٹک سپورٹ ختم کی جائے۔ پاکستان کے ہوائی اڈوں کو امریکہ سے خالی کروایا جائے۔ ڈرون حملوں کے حوالے سے امریکہ کے خلاف سخت مؤقف اختیار کیا جائے اور قوت کے استعمال سے دریغ نہ کیا جائے۔ طالبانِ افغانستان سے یکجہتی کا اعلان کیا جائے تو امریکہ کے نکل جانے کے بعد افغانستان اور پاکستان پھر حقیقی بردار ملک بن جائیں گے۔

سوال: مقبوضہ کشمیر میں جاری تحریک آزادی نے اب جو نیا رخ اختیار کیا ہے کیا اِس سے آزادی کشمیر کی منزل قریب آگئی ہے۔ آپ کی نظر میں کشمیر کا مستقبل کیا ہے؟

عاکف سعید: والد محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ اول روز سے کشمیریوں کو یہ مشورہ دیتے رہے ہیں کہ وہ گوریلا جنگ کی بجائے بھارتی حکومت کے خلاف عوامی تحریک کا آغاز کریں جو عدم تشدد کی بنیاد پر ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ تحریک نے اب جو یہ نیا رُخ اختیار کیا ہے مجھے اُمید ہے کہ اس طرح بھارتی حکومت کی بے انصافی عیاں ہوگی اور ان شاء اللہ کشمیری جلد اپنی منزل پالیں گے۔

سوال: بلوچستان اِس وقت آتش فشاں بنا ہوا ہے۔ غیر بلوچیوں کی ٹارگٹ کلنگ ہو رہی ہے اور وہاں پاکستانی جھنڈا لہرانا مشکل ہوگیا ہے۔ آخر یہ نوبت کیوں آئی؟

عاکف سعید: یہ سب کچھ ہماری افغان پالیسی کا کیا دھرا ہے۔ پاکستان نے افغانستان پر امریکی یلغار کی مدد کی جس کے نتیجہ میں وہاں شمالی اتحاد اور ان کے حواریوں کی حکومت بن گئی جنہوں نے بھارتی حکومت کو پاکستان کے خلاف تربیتی کیمپ قائم کرنے کی اجازت دے دی۔ یہ تخریب کار اُن ہی تربیتی کیمپوں سے پاکستان میں داخل ہو کر پاکستان مخالف کارروائیاں کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں جنرل مشرف جو پاکستان کا فرعون بنا ہوا تھا اُس نے اکبر بگٹی کو قتل کرکے عام بلوچی کو مشتعل کر دیا۔ تخریب کار اس ماحول سے فائدہ اُٹھا کر وہاں اپنے مذموم مقاصد حاصل کر رہے ہیں۔

☆☆☆

انجمن خدام القرآن راولپنڈی/اسلام آباد کے زیر اہتمام پہلا

قرآن فہمی کورس

داخلہ جاری ہے

بمقام: جامع مسجد گلزار قائد راولپنڈی

کورس کا آغاز یکم فروری 2011 کو ہوگا اور 30 نومبر 2011 تک جاری رہے گا

اوقات: ہفتے میں 5 دن (پیر تا جمعہ) شام 5 تا 9 بجے

تعلیم یافتہ حضرات کے لئے قرآن حکیم کو سمجھنے اور فہم دین کے حصول کا سنہری موقع

نصاب

1۔ عربی صرف ونحو 2۔ ترجمۂ قرآن 3۔ آیات قرآنی کی صرفی ونحوی تحلیل (منتخب مقامات)

4۔ قرآن حکیم کی فکری و عملی راہنمائی 5۔ تجوید وحفظ 6۔ مطالعۂ حدیث واصطلاحات

7۔ سیرت النبی ﷺ ومطالعہ لٹریچر 8۔ فقہ واصول فقہ

کورس میں داخلے کے لئے کم ازکم تعلیمی قابلیت ایف اے، ایف ایس سی ہے

داخلے کی آخری تاریخ 28 جنوری 2011

(نوٹ: خواتین کے لئے باپردہ اہتمام ہو گا)

کورس کی معلومات کے لئے رابطہ اور پراسپیکٹس حاصل کرنے کے لئے رابطہ کریں

03335382262,03345254933,051-4434438

قرآن حکیم: خیرِ مجسم

حافظ محمد مشتاق ربانی

نبی کریم ﷺ کی نبوت کا چرچا جب مکہ مکرمہ سے باہر ہونے لگا تو لوگ دور دراز سے آ کر آنجناب ﷺ کی ذات اور آپؐ کی نبوت کے بارے میں طرح طرح کے سوالات کرتے۔ ان سوالات میں ایک سوال عام طور پر یہ ہوتا کہ ان پر کیا نازل ہوتا ہے۔ وہ شخص جس سے پوچھا جا رہا ہوتا، اگر وہ کافر ہوتا تو کہتا کہ وہ گزشتہ اقوام کی جھوٹی کہانیاں ہیں، ان کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ قرآن حکیم نے ان کا قول یوں نقل کیا ہے:

﴿وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ مَّاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ قَالُوْٓا اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ o﴾ (النحل:24)

”اور جب کوئی ان سے پوچھتا ہے کہ تمہارے رب نے یہ کیا چیز نازل کی ہے تو کہتے ہیں کہ وہ اگلے وقتوں کی داستانیں ہیں۔“

اور یہی سوال جب اہل ایمان سے پوچھا جاتا تو وہ کہتے کہ جو نبی اکرم ﷺ پر نازل ہو رہا ہے وہ تو سراپا خیر ہے۔ قرآن حکیم نے متقین کا جواب بھی نقل کیا ہے:

﴿وَقِیْلَ لِلَّذِیْنَ اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ط قَالُوْا خَیْرًا ط﴾ (النحل:30)

”اور جو متقی تھے ان سے پوچھا گیا کہ وہ کیا ہے جو تمہارے رب نے اتارا ہے، انہوں نے کہا وہ تو خیر ہے۔“

خیر کی ضد شر اور ضرّ ہے۔ خیر کے شر کے مقابل ہونے کے حوالے سے کئی مثالیں آپ کے ذہن میں آ گئی ہوں گی۔ ضرّ کے لیے مثال ملاحظہ کریں:

﴿وَاِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ط وَاِنْ یَّمْسَسْكَ بِخَیْرٍ فَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ o﴾ (الانعام:17)

”اگر اللہ تعالیٰ تمہیں کسی قسم کا نقصان پہنچائے تو اس کے سوا کوئی نہیں جو تمہیں اس نقصان سے بچا سکے اور اگر وہ تمہیں کسی بھلائی سے بہرہ مند کرے تو وہ ہر چیز پر قادر ہے۔“

”خیر“ قرآن حکیم میں کئی مفاہیم میں استعمال ہوا ہے، جیسے مال، طعام، عبادت و اطاعت، اچھی حالت اور فضیلت۔ مزید براں قرآن حکیم نے اپنے آپ کو بھی خیر قرار دیا ہے، جیسے سورۃ النحل کی مذکورہ آیت میں اہل تقویٰ کے جواب کے حوالے سے ذکر کیا گیا ہے۔ پس قرآن حکیم خیر مجسم اور باعث خیر و برکت ہے۔ اس کو خیر اس لیے کہا گیا ہے کہ اس کے ذریعے توحید، رسالت اور آخرت کے بارے میں نہایت محکم اور ٹھوس تعلیمات انسان کو ملتی ہیں۔

توحید کا عقیدہ اختیار کرنے سے نہایت عمدہ نتائج نکلتے ہیں۔ انسان کی تمام تر توقعات اور کُل بھروسا صرف ایک ذات پر ہو جاتا ہے۔ اُسے ہر در اور ہر آستانے پر سجدہ ریز ہونے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اُس کی جان کو خطرہ درپیش ہو یا مالی نقصان کا اندیشہ اُس کی سوچ اور فکر کا مرکز اور محور صرف رب العالمین کی ذات ہوتی ہے، جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اُس کا خالق اور مالک اُس کی مدد ایسے انداز اور ایسی سمت سے کرتا ہے کہ خود اُس کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتا کہ وہ یوں مصیبت سے نجات حاصل کرے گا۔ لہٰذا وہ یکسو ہو کر بڑے سکھ اور اطمینان کی زندگی گزارتا ہے۔ خوشحالی اور تنگدستی میں صحیح طرزِ عمل اختیار کرنے لگتا ہے۔

عقیدۂ رسالت ہمیں زندگی گزارنے کے لیے صحیح سمت اور جامع رہنمائی عطا کرتا ہے۔ ہمارے سامنے ایک بے مثل اُسوہ ہوتا ہے جس کی پیروی سے ہم دنیا میں باوقار زندگی گزار سکتے ہیں۔ ذہن میں رہنا چاہیے کہ اُسوۂ رسول ﷺ سے گریز کرنا اور نت نئے طریقے اختیار کرنے سے انسان گمراہ ہو جاتا ہے اور گمراہی انسان کو دوزخ کی راہ دکھاتی ہے۔ عقیدۂ رسالت ہمیں ناموس رسالت کے تحفظ اور بقا کے لیے اپنا سب کچھ نچھاور کرنے کا درس دیتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ ہمیں رواداری سکھاتا ہے کیونکہ اس کی تفصیل میں یہ بات ہے کہ ہم جملہ انبیاء پر ایمان رکھیں اور آنحضور ﷺ کو خاتم النبیین تسلیم کریں۔

آخرت کا عقیدہ اعمال پر اثر انداز ہوتا ہے۔ یہ عقیدہ جس قدر مضبوط ہوگا انسان اسی قدر نیک عمل کرے گا۔ عقیدۂ آخرت انسانی زندگی سے کجی دور کرنے کے لیے اور صراطِ مستقیم اختیار کرنے کے لیے اہم ترین حیثیت رکھتا ہے۔ جس شخص کے دل میں آخرت میں پرسش کا خوف ہوگا وہ کسی پر ظلم اور زیادتی نہیں کرے گا۔ وہ حرام اور حلال میں تمیز کرے گا۔ ہر ایک سے حسنِ سلوک کا مظاہرہ کرے گا اور اپنے فرائض کی ادائیگی میں بڑا حساس ہوگا۔ گویا قرآنِ حکیم اور حدیث نبویؐ کے دیئے ہوئے عقائد پر اگر زندگی کے اعمال و افعال کی عمارت کھڑی کی جائے گی تو اس کے نتائج نہ صرف فرد کے لیے بلکہ سوسائٹی کے لیے بھی نہایت روشن نکلیں گے۔

اس بابرکت کتاب کے ذریعے جو قوانین اور ضابطے ملے ہیں، وہ انسان کی فلاح کے ضامن ہیں۔ ان سے دنیا و آخرت کی کامیابی نصیب ہوتی ہے۔ ان قوانین سے امن نصیب ہوگا ورنہ بدامنی اور وحشت ڈیرے ڈالے رہے گی۔ اس مقدس کتاب کے ذریعے جو اخلاق انسانیت تک پہنچے ہیں ان سے اعمال میں حسن پیدا ہوتا ہے اور انسانوں کے باہمی تعلقات مضبوط تر ہوتے ہیں۔ قرآن حکیم حسن اخلاق پر بہت زور دیتا ہے۔ آنحضور ﷺ بلند ترین اخلاق پر فائز ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ o﴾ (القلم:4) ”اور یقیناً آپ عظیم ترین اخلاق کے مالک ہیں۔“

انسان کی سرشت میں ہے کہ وہ دولت کو بڑی اہمیت دیتا ہے اور اس سے بڑی محبت رکھتا ہے۔ یہ دولت جائیداد، روپے، پیسے، محلات اور مال و مویشی کی صورت میں ہے، لیکن قرآن حکیم کے مقابلے میں ان چیزوں کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔ اس کے مقابلے میں یہ بالکل حقیر چیزیں ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿هُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ o﴾ (یونس:58) یعنی ”یہ (قرآن) ان سب چیزوں سے بہتر ہے جنہیں لوگ سمیٹ رہے ہیں۔“

مفسرین کرام نے ”ھو“ کی ضمیر قرآن حکیم کی طرف راجع بتائی ہے جس کا ذکر ان کلمات سے پہلے آ رہا ہے۔ قرآن حکیم کے ”خیر کثیر“ ہونے کے حوالے سے طبرانی کی

’’معجم الکبیر‘‘ میں ہے کہ حضرت انس ؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں: ((القرآن غني لا فقر بعده ولا غني دونه)) ’’قرآن حکیم ایک ایسی دولت ہے جس کے بعد کوئی فقیری نہیں اور اس کے بغیر کوئی امیری نہیں۔‘‘

قرآن حکیم اپنی طرف دعوت دینے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے خود کو ’’الخیر‘‘ قرار دیتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ﴾ (آل عمران: 104) ’’تم میں کچھ لوگ تو ایسے ضرور ہونے چاہییں جو ’’خیر‘‘ کی طرف بلائیں۔‘‘ تفسیر مظہری میں ایک حدیث نبوی نقل ہے: ((اَلْخَيْرُ اِتِّبَاعُ الْقُرْاٰنِ وَسُنَّتِيْ)) ’’قرآن حکیم اور میری سنت کی پیروی خیر ہے۔‘‘ گویا قرآن و سنت کی پیروی کی طرف بلانا خیر کی طرف بلانا ہے، جسے دعوت الی الخیر سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اسی طرح تعلیم و تعلم قرآن بہترین عمل ہے۔ سیدنا عثمان بن عفان ؓ سے مروی صحیح بخاری میں حدیث نبویؐ ہے: ((خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ)) ’’تم میں سے بہترین وہ لوگ ہیں جو خود قرآن مجید سیکھتے اور دوسروں کو سکھاتے ہیں۔‘‘ ایک حدیث میں قرآن مجید کو پڑھنا شروع کرنا اور ختم کرنا بہترین عمل قرار دیا گیا ہے۔ امام نوویؒ کی کتاب ’’التبیان فی آداب ختم القرآن‘‘ میں اِرشاد نبویؐ نقل ہے: ((خَيْرُ الْاَعْمَالِ الْحَلُّ وَالرِّحْلَةُ قِيْلَ وَمَا هُمَا؟ قَالَ اِفْتِتَاحُ الْقُرْاٰنِ وَخَتْمُهٗ)) ’’بہترین عمل سفر و حضر ہے۔ پوچھا گیا کہ وہ دونوں کیا ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: ’’قرآن حکیم کا شروع کرنا اور ختم کرنا۔‘‘

ہمیں چاہیے کہ اس عظیم بھلائی کی طرف لپکیں، اس بھلائی کو حاصل کریں۔ یہ بھلائی صرف اِس طور سے نہیں ملے گی کہ یہ کتاب ہمارے گھروں میں رہے اور ہم اس پر اعتقاد رکھتے ہوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی سچی کتاب ہے۔ اگرچہ یہ بات بھی ہمارے لیے باعث خیر ہے تاہم صرف اتنا ماننے سے پوری طرح بات نہیں بنتی۔ اس کے لیے ہمیں اس پر عمل کرنا چاہیے، اس کے بتائے ہوئے راستے پر گامزن ہوں۔ جن چیزوں سے قرآن منع کرتا ہے اُن سے باز رہیں اور جن اُمور پر عمل پیرا ہونے پر وہ زور دیتا ہے اُن پر عمل کریں۔ قرآنِ حکیم سب سے زیادہ انسان کی دنیا و آخرت کی کامیابی چاہتا ہے جو خلافت کے نظام میں مضمر ہے۔ اسی نظام میں انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کی کامیابی ہے۔ لہٰذا اس کے قیام سے دنیا و آخرت کی سعادتیں سمیٹی جا سکتی ہیں۔ قرآن مجید جہاں نظامِ خلافت کے قیام پر زور دیتا ہے، ساتھ ہی ہر ایسے نظام کو ترک کرنے اور اس کے خلاف بغاوت پر آمادہ کرتا ہے جس میں غیر اللہ کی حکمرانی کا تصور پایا جاتا ہو۔

آخر میں ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید کو ہمارے دلوں کی بہار، ہمارے سینوں کا نور، ہمارے غموں کا مداوا اور ہماری پریشانیوں کا علاج بنا دے، ہمیں قرآن عظیم کے واسطے سے اپنی رحمت سے سرفراز فرمائے، قرآن کو ہمارے لیے قائد، روشنی کا مینار اور منبع ہدایت بنا دے۔ جو احکام قرآنی بھول گئے ہوں، ہمیں وہ یاد کروا دے اور جو ہم نہیں جانتے اس کے ذریعے ہمیں اُن کا علم عطا فرما دے اور ہمیں دن اور رات کے تمام اوقات میں اِس کی تلاوت کی توفیق عطا فرمائے اور اس قرآن کو ہمارے حق میں دلیل بنا دے۔ (آمین!)

تنظیمی اطلاعات

حلقہ پنجاب شمالی کی مقامی تنظیم چک لالہ میں جناب سلیم احمد امیر مقرر

ناظم حلقہ پنجاب شمالی کی جانب سے مقامی تنظیم چک لالہ میں تقرر امیر کے لیے موصولہ اپنی سفارش اور رفقاء کی آرا کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی عاملہ کے اجلاس منعقدہ 30 دسمبر 2010ء میں مشورہ کے بعد جناب سلیم احمد کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

حلقہ کراچی جنوبی کی مقامی تنظیم شاہ فیصل ریلیر میں عبد الجلیل امیر مقرر

امیر حلقہ کراچی جنوبی کی جانب سے مقامی تنظیم شاہ فیصل رلیر میں تقرر امیر کے لیے اپنی سفارش اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی عاملہ کے اجلاس منعقدہ 30 دسمبر 2010ء میں مشورہ کے بعد جناب عبد الجلیل کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

حلقہ کراچی جنوبی کی مقامی تنظیم ڈیفنس کراچی میں جناب شاہد حفیظ چودھری امیر مقرر

امیر حلقہ کراچی جنوبی کی جانب سے مقامی تنظیم ڈیفنس کراچی میں تقرر امیر کے لیے اپنی سفارش اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی عاملہ کے اجلاس منعقدہ 30 دسمبر 2010ء میں مشورہ کے بعد جناب شاہد حفیظ چودھری کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

النصر لیب

ایک ہی چھت کے نیچے معیاری ٹیسٹ، ڈیجیٹل ایکسرے، ای سی جی اور الٹرا ساؤنڈ کی جدید اقسام، کلر ڈاپلر، 4-D، T.V.S، ایکو کارڈیوگرافی، Lungs Function Tests اور X-Ray OPG (Dental) کی سہولیات

ہیپاٹائٹس بی اور سی کے بڑھتے ہوئے امراض کے پیش نظر عوام الناس کے لیے کم قیمت میں ٹیسٹ کروانے کی سہولت

مستند اور تجربہ کار ڈاکٹرز کی زیر نگرانی تصدیق شدہ ادارہ ISO 9001:2000

خصوصی پیشکش

الٹرا ساؤنڈ (پیٹ)، ایکسرے (چیسٹ) ای سی جی، ہیپاٹائٹس بی اور سی کے ٹیسٹ (Elisa Method) مکمل بلڈ، اور مکمل یورن، بلڈ گروپ، بلڈ شوگر، جگر، گردے، دل اور جوڑوں سے متعلقہ متعدد بلڈ ٹیسٹ شامل ہیں۔

صرف -/3000 روپے میں

تنظیم اسلامی کے رفقاء اور ندائے خلافت کے قارئین اپنا ڈسکاؤنٹ کارڈ لیبارٹری سے حاصل کریں۔ ڈسکاؤنٹ کارڈ کا اطلاق خصوصی پیکیج پر نہیں ہوگا۔

نوٹ: لیب اتوار اور عام تعطیلات پر کھلی رہتی ہے

B-950 فیصل ٹاؤن، مولانا شوکت علی روڈ نزد راوی ریسٹورنٹ لاہور

Ph: 3 516 39 24, 3 517 00 77 Fax: 3 516 21 85

Mob: 0300-8400944, 0301-8413933 E-mail: info@alnasarlab.com

اور اللہ نے بدلہ لے لیا

انجینئر فیضان حسن

یکم جنوری 2011ء کو ایکسپریس نیوز پر ایک پروگرام نشر ہوا ''فرنٹ لائن ود کامران شاہد'' جس میں گورنر پنجاب کو گورنمنٹ کالج لاہور میں مدعو کیا گیا تھا۔ اور طلبہ کو اس سے سوالات کی اجازت دی گئی تھی۔ توہین رسالت کے حوالے سے پوچھے گئے ایک سوال پر گورنر کا کہنا تھا کہ یہ کوئی خدا کا قانون نہیں ہے۔ یہ انسان کا قانون ہے اور اس پہ نظرثانی ہونی چاہیے۔ اس کے تحت ''ظلم'' نہ ہونے دیں۔ ایک طالب علم نے اٹھ کر کہا کہ چودھویں پارے کے چھٹے رکوع کی آیت (الحجر:95) ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے واضح کیا کہ جس نے رسول اللہ ﷺ سے استہزاء کیا اس سے بدلہ میں خود لوں گا، تو گستاخ رسول کو کیسے معاف کیا جا سکتا ہے۔ اس پر گورنر نے کہا، بالکل ٹھیک ہے۔ اللہ خود بدلہ لے، اس کے لیے کسی کو قانون بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔ گورنر پنجاب نے جو بات کہی تھی وہ تین ہی دن بعد پوری ہوگئی...... واقعی، اللہ نے بدلہ لے لیا۔

سلمان تاثیر کو اس کے بہت سے بیانات اور خیالات نے سلمان رشدی کی راہ پر تو بہت پہلے سے ڈال دیا تھا لیکن میرے خیال میں اس کے تابوت میں آخری کیل اس کے اس آخری انٹرویو نے ٹھونکی۔ آج جبکہ اس کو قتل کر دیا گیا تو بہت سے صحافیوں اور سیاسی رہنماؤں نے اس کو خراج تحسین پیش کیا۔ ممتاز قادری کے اس فعل کو مذہبی انتہا پسندی سے تعبیر کیا۔ کالم نگار عباس اطہر نے تو 5، 6، 7 اور 8 جنوری 2011ء کے روزنامہ ایکسپریس میں اپنے کالموں میں نہ صرف اسے خراج تحسین پیش کیا بلکہ اسے شہید قرار دیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ عباس اطہر کو چند دن قبل ہلال امتیاز ایسی ہی ''خدمات'' کے نتیجے میں ملا ہے۔

قارئین! گستاخ رسول کی سزا کے حوالے سے ''روشن خیالی'' کی ''تاثیر'' سے اثر لینے کی بجائے آیئے خود نبی اکرم ﷺ کی پاکیزہ سیرت کے دو واقعات پر نگاہ ڈالیں، تاکہ معلوم ہو کہ گستاخ کی سزا خود ہمارے نبیؐ نے کیا مقرر فرمائی ہے۔

ابو رافع ایک مالدار یہودی تاجر تھا۔ ابو رافع کنیت اور عبداللہ بن ابی الحقیق نام تھا۔ سرور کونین ﷺ کی شان میں گستاخی کیا کرتا تھا اور مسلمانوں کی عداوت میں روپیہ پیسہ خرچ کرتا تھا۔ آپؐ نے اپنے صحابہ ؓ سے پوچھا کون ہے جو ابو رافع کو قتل کرے؟ عبداللہ بن عتیکؓ نے کہا، یا رسول اللہ ﷺ، اس گستاخ کو میں جہنم واصل کروں گا۔ آپ ﷺ نے عبداللہ بن عتیک، مسعود بن سنان، عبداللہ بن انیس، ابو قتادہ حارث بن ربعی اور خزاعی بن اسود ؓ پر مشتمل ایک ٹیم بنائی اور عبداللہ بن عتیک ؓ کو امیر بنا دیا۔ یہ لوگ شام کے وقت خیبر پہنچے۔ عبداللہ بن عتیکؓ نے اپنے ساتھیوں کو کہا کہ تم یہیں رکو، میں قلعے میں جانے کی کوئی تدبیر نکالتا ہوں۔ قلعے کے دروازے کے قریب جا کر یوں بیٹھ گئے جیسے کوئی قضائے حاجت کو بیٹھتا ہے۔ دربان نے یہ سمجھا کہ کوئی اپنا آدمی ہے۔ اس نے کہا اے اللہ کے بندے جلدی اندر آجا، میں قلعے کا دروازہ بند کرنے لگا ہوں۔ عبداللہ بن عتیک ؓ کہتے ہیں کہ میں فوراً اندر داخل ہو گیا اور چھپ کر بیٹھ گیا۔ رات کو جب سب سو گئے تو انہوں نے کنجیاں اٹھائیں اور ابو رافع کے بالاخانے میں داخل ہو گئے۔ اندھیرے میں آواز دی، ابو رافع! اور پھر جہاں سے جواب آیا تھا اندازے سے تلوار چلا دی۔ نشانہ چوک گیا۔ پھر آواز بدل کر پوچھا، ابو رافع یہ آواز کیسی تھی؟ اس نے کہا، مجھ پر کسی نے تلوار چلائی ہے۔ فوراً تاک کر نشانہ لگایا اور شاتم رسول کا کام تمام کر دیا۔ واپس آتے ہوئے آخری سیڑھی سمجھتے ہوئے قدم رکھا تو گر گئے اور پنڈلی کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ عمامہ کھول کر ٹانگ کو باندھا اور اپنے ساتھیوں کو آ کر کہنے لگے، تم جا کر رسول اللہ ﷺ کو خوشخبری دو، میں اس کے قتل کا اعلان سن کر آتا ہوں۔ صبح ہوئی، قلعے کی دیوار پر چڑھ کر کسی نے اعلان کیا کہ ابو رافع کو کسی نے قتل کر دیا۔ عبداللہ بن عتیک ؓ فرط مسرت سے ایسا بھاگے کہ ٹانگ کی چوٹ کا بھی احساس نہ رہا اور جن ساتھیوں کو بھیجا تھا ان سے پہلے ہی بارگاہ رسالتؐ میں پہنچ گئے اور بتایا یا رسول اللہ ﷺ آپ کے گستاخ کو جہنم رسید کر آیا ہوں۔ تب احساس ہوا کہ ٹانگ ٹوٹی ہوئی ہے۔ آپؐ نے اپنا دست مبارک پھیرا تو ٹوٹی ہوئی ٹانگ یوں جڑ گئی، گویا ٹوٹی ہی نہ تھی۔

دوسرا واقعہ کعب بن اشرف کا ہے۔ یہ بھی ایک یہودی سردار تھا۔ غزوۂ بدر میں مسلمانوں کی جیت کا اسے بڑا رنج تھا۔ مکہ جا کر مرنے والے مشرکین پر مرثیے لکھتا، مسلمان خواتین کے بارے میں عاشقانہ اشعار بکتا اور پھر اس لعین نے نبی اکرم ﷺ کی شان میں بھی گستاخی کی۔ آپؐ نے فرمایا ((من الکعب بن الاشرف فانہ قد اذی اللہ و رسولہ))۔ یعنی ''کون ہے جو کعب بن اشرف کا حساب چکائے۔ اس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو تکلیف پہنچائی ہے''۔ عاشق رسول ﷺ حضرت محمد بن مسلمہ ؓ نے آپ کے حکم پر لبیک کہا۔ نبی اکرم ﷺ سے اجازت مانگی کہ اس کو پھنسانے کے لیے ابہام و اجمال کی صورت میں چند باتیں کرلوں۔ آپؐ نے اجازت دیدی۔ ابو نائلہ اور حارث بن اوس ؓ کو ساتھ لیا اور کعب بن اشرف کے پاس جا کر بولے، اس آدمی (نبی اکرم ﷺ) نے ہم سے صدقہ کا مطالبہ کر کے ہمیں مصیبت میں ڈال دیا ہے، لہٰذا تم ہمیں کچھ قرضہ دو۔ اسلحہ گروی رکھ کر اس سے قرض لینا طے ہوا۔ رات کو کعب سے ملنے آئے اور گروی رکھوانے کے لیے ہتھیار ساتھ لے آئے۔ کعب کی بیوی نے اسے جانے سے منع کیا کہ میں نے ایسی آواز سنی ہے جس سے خون کے قطرے ٹپک رہے ہیں۔ لیکن وہ ان سے ملنے چلا آیا۔ پلاننگ کے مطابق محمد بن مسلمہ نے اس کی خوشبو کی تعریف کی اور اس کا سر سونگھنے کی اجازت مانگی۔ پہلے خود سونگھا پھر اپنے ساتھیوں کو سونگھایا۔ پھر جب دوبارہ سونگھنے لگے تو سر مضبوطی سے جکڑ لیا اور ساتھیوں کو اشارہ کیا اور انہوں نے وار کر کے اس کا کام تمام کر دیا۔

قارئین بتائیے، کیا ابو رافع نعوذ باللہ شہید تھا؟ کیا کعب بن اشرف شہید تھا؟ کیا راجپال شہید تھا جو سلمان تاثیر شہید کہلایا جائے گا؟ عباس اطہر صاحب نے قائد اعظم کے سیکولر اور لبرل ہونے کا حوالہ بھی دیا۔ لیکن انہوں نے اس حوالہ کا کوئی ذکر ضروری نہ سمجھا کہ شاتم رسول پبلشر راجپال کو جہنم واصل کرنے والے غازی علم دین شہیدؒ کا مقدمہ بھی قائد اعظم نے ہی لڑا تھا۔ عباس اطہر صاحب، جہاں تک آپ کے مولوی مخالف خیالات کا تعلق ہے تو اس میں واقعتاً یہ قصور ان مولویوں کا ہے جو ہمیں نبی اکرم ﷺ کا اس بڑھیا کو معاف کرنا تو دکھاتے ہیں، لیکن عبدالعزیٰ بن خطل شاتم رسول کا غلاف کعبہ سے لپٹے ہونے کے باوجود قتل کیا جانا نہیں دکھاتے۔

سلمان تاثیر کی ذاتی زندگی کے مشاغل کے حوالے سے تو کچھ نہیں کہوں گا، سب جانتے ہی ہیں اور بعد از مرگ کہنا شاید مناسب بھی نہ ہو۔ بہر حال شاتم رسولؐ کا ساتھ دینے والا بھی اس کے جرم میں برابر کا شریک ہے۔ توہین رسالت قانون میں تبدیلی اس صورت میں ضرور آنی چاہیے کہ جو بھی سرور کونین ﷺ کے خلاف ایک لفظ بھی بولے اس کو صرف قتل ہی نہ کیا جائے بلکہ اس کی لاش کو چوراہے پر لٹکا بھی دیا جائے، تاکہ سامان عبرت ہو کہ شاتم رسولؐ کے لیے نہ زمین کی پیٹھ پر کوئی جگہ ہے اور نہ ہی اس کے پیٹ میں۔

اے نبیؐ کے غلامو! چھوڑو یہ ساری دلیلیں۔ اے دانشورو! مفکرو! انسانی حقوق کے علمبردارو! اس کیس کی سماعت کرنے والے منصفو! آؤ صحیح غلط کا فیصلہ ایک منٹ میں کر لیتے ہیں۔ اپنی آنکھیں بند کرو اور سوچو، میدان حشر برپا ہے، ایک طرف ابو رافع ہے، کعب بن اشرف ہے، راجپال ہے تو دوسری جانب عبداللہ بن عتیکؓ، محمد بن مسلمہؓ اور غازی علم دین شہید ہے، ایک طرف مولوی ہے تو دوسری طرف آسیہ بی بی ہے، ایک جانب سلمان تاثیر ہے تو دوسری جانب غازی ممتاز قادری ہے، تم کیا چاہو گے کہ اس وقت تم کس کے ساتھ اٹھائے جاؤ؟ کس کے ساتھ تمہارا حشر ہو؟ کس گروہ میں تمہیں شمار کیا جائے؟ تم سلمان تاثیر کے ساتھ کھڑے ہونا پسند کرو گے یا ممتاز قادری کے ساتھ؟ شہید کون ہے اور لعین کون، جواب فوراً مل جائے گا۔

ہوش کے ناخن لیں اور امریکی مفادات کی جنگ سے باہر نکل آئیں

امریکی اخبار واشنگٹن پوسٹ کی حالیہ رپورٹ کے مطابق امریکہ کے بعض اعلیٰ سرکاری حلقوں میں قائم اس تاثر کے باوجود کہ پاکستان قبائلی علاقوں میں موجود شدت پسند گروہوں کے خلاف مناسب کارروائی نہیں کر رہا، اوباما انتظامیہ نے پاکستان کو مزید دفاعی، انٹیلی جنس اور اقتصادی امداد فراہم کرنے کی پیشکش کرنے کا فیصلہ کیا ہے تاکہ خطے میں قیام امن کی کوششوں کو تیز تر کیا جاسکے۔ اخبار کے مطابق امریکہ کے نائب صدر جو بائیڈن آئندہ ہفتے پاکستان کے دورے کے دوران آرمی چیف جنرل اشفاق پرویز کیانی اور دوسرے اعلیٰ سرکاری حکام سے ملاقاتوں کے دوران پاکستان کی امداد بڑھانے کی پیشکش کریں گے اور ساتھ ہی اس امر پر بھی زور دیں گے کہ پاکستان اپنی طویل المدتی حکمت عملی واضح کرے اور صاف صاف بتائے کہ افغانستان کے ساتھ قبائلی علاقوں میں موجود شدت پسند گروہوں کے خلاف کارروائی کے لیے اسے کس قسم کی امداد درکار ہے۔ دوسری جانب پاکستان میں تعینات امریکی سفیر کیمرون منٹر نے اسلام آباد میں منعقدہ ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ امریکہ پاکستان کو فنڈز فراہم کرتا ہے تو اسے پاکستان کے مالی اور گورننس کے معاملات میں مداخلت کا حق بھی حاصل ہے۔ ان کے بقول امریکہ پاکستان کو سب سے زیادہ امداد دیتا ہے جو قرضوں سے مختلف ہے۔

یہ طرفہ تماشا ہے کہ ہمارے جرنیلی اور سول حکمرانوں نے اس خطہ میں امریکی مفادات کی جنگ میں شریک ہو کر ملک و قوم کی تباہی کی بنیاد رکھی، مبینہ دہشت گردوں سے امریکہ کی خلاصی کرانے کے لیے اپنے ملک کو بدترین دہشت گردی کے حوالے کر دیا، اپنی دھرتی کا سینہ امریکی ڈرون حملوں سے چھلنی کرایا۔ بے گناہ اور معصوم شہریوں بشمول خواتین اور بچوں کا قتل عام کرایا، ملکی معیشت کو 40 ارب ڈالر سے بھی زیادہ کے نقصان کا ٹیکہ لگوایا، ڈرون حملوں اور فوجی آپریشن کے ذریعے اپنے شہریوں کا خونِ ناحق بہانے کے ردعمل میں متاثرہ گھرانوں میں خودکش حملہ آور پیدا کیے جن کی زد میں آ کر ہزاروں بے گناہ شہری اور سیکورٹی فورسز کے ارکان لقمۂ اجل بن چکے ہیں مگر خودغرض امریکہ ہماری اتنی ڈھیر ساری قربانیوں پر بھی مطمئن نہیں اور وہ اپنے فوجیوں کو افغانستان سے بچا کر نکال لے جانے کی حکمت عملی طے کرتے ہوئے بھی ہماری سیکیورٹی فورسز کو اپنے ہی شہریوں اور افغان باشندوں سے برسرپیکار رکھوانے کی منصوبہ بندی کیے بیٹھا ہے۔ وہ خود تو کسی دوسرے نائن الیون کا خطرہ مول نہیں لینا چاہتا مگر نائن الیون کا بدلہ اس خطہ کے تین مسلم ممالک عراق، افغانستان اور پاکستان کو سیاسی، سماجی، اقتصادی اور دفاعی طور پر غیر مستحکم کرنے کی صورت میں لینے کے باوجود وہ ہم سے ''ڈومور'' کا بھی متقاضی رہتا ہے اور اپنے جارحانہ، توسیع پسندانہ عزائم کو بھی پروان چڑھا رہا ہے۔ پھر وہ طعنہ زن بھی ہے کہ ہم آپ کو امداد کے نام پر خیرات دیتے ہیں تو آپ کے مالی اور گورننس کے معاملات میں مداخلت کا بھی ہمیں حق حاصل ہے۔

ایک آزاد، خودمختار اور ایٹمی قوت کے حامل ملک کے لیے اس سے بڑی توہین اور کیا ہو سکتی ہے کہ اسے امریکی پالیسیاں ڈکٹیٹ کرا کے انہیں عملی جامہ پہناتے رہنے کا بھی پابند بنا دیا جائے جبکہ امریکی اتحادی کے لیبل نے ہمیں کہیں کا نہیں چھوڑا۔ ہماری اقتصادی ترقی ہی جامد نہیں ہوئی، ملک کی خودمختاری بھی داؤ پر لگی ہوئی ہے۔ امریکہ کی سابق بش انتظامیہ نے تو خود ساختہ نائن الیون کی آڑ میں مسلم امہ کے خلاف کروسیڈ شروع کر کے ہمارے کمانڈو سابق جرنیلی آمر مشرف کو اپنا فرنٹ لائن اتحادی بنایا جنہوں نے اپنے غیر آئینی،

غیر قانونی اور غیر اخلاقی اقتدار کے تحفظ واستحکام کے ساتھ ساتھ ڈالر وصول کرنے کی نیت سے بھی اپنے شہریوں کی آزادی اور ملکی خودمختاری امریکہ کے پاس گروی رکھوا دی۔ اپنے ایٹمی ہیرو کو راندۂ درگاہ بنا کر بدخواہ امریکہ کو ملک کی ایٹمی تنصیبات پر للچائی ہوئی نظر بد گاڑنے کا موقع فراہم کیا۔

ہمارے لئے اس سے بڑا المیہ اور کیا ہوسکتا ہے کہ عوام کے ووٹوں سے منتخب ہو کر آنے والے ہمارے جمہوری حکمرانوں نے بھی ملکی اور قومی غیرت ومفادات کا سودا کرنے والی مشرف آمریت کی پالیسیوں کا ہی دامن تھام لیا اور ملک کو امریکی مفادات کی جنگ سے باہر نکالنے کے بجائے اس آگ میں خود کو جھلسانے کا مزید اہتمام کر ڈالا۔ یہ المیہ نہیں تو اور کیا ہے کہ ہماری فضائیہ ڈرون جہازوں کو گرانے کی صلاحیت بھی رکھتی ہے مگر ہمارے حکمران ان ڈرون حملوں کے معاملہ میں اپنی بے بسی کا اظہار کرتے نظر آتے ہیں جبکہ پوری قوم کو یہ امریکی طعنے سننا پڑ رہے ہیں کہ یہ ڈرون حملے پاکستان کی اجازت اور رضامندی سے ہی کر رہے ہیں۔ امریکہ نے بظاہر ہمیں اپنا فرنٹ لائن اتحادی بنا رکھا ہے اور درحقیقت وہ ہمارے ساتھ بدترین دشمنی کر رہا ہے۔ ہمارے مکار و شاطر دشمن بھارت کو اپنا فطری اتحادی قرار دے کر وہ اس کی جنگی دفاعی صلاحیتوں میں ایٹمی تعاون کے معاہدوں کے تحت مسلسل اضافہ کئے جا رہا ہے اور اس کے گھر میں جدید ترین ایٹمی اسلحہ اور ہر قسم کے جنگی روائتی ہتھیاروں کے ڈھیر لگا رہا ہے تو بھارت نے امریکی طاقت سے چڑھنے والی اپنی بدمستی کا ہماری سالمیت کے خلاف ہی مظاہرہ کرنا ہے۔ آخر ہمارے جمہوری حکمرانوں کو ایسی مجبوری کیا لاحق ہوئی ہے کہ انہوں نے جرنیلی آمر سے بھی دو قدم آگے بڑھ کر امریکی تابعداری کو اپنا شعار بنایا ہے اور اس کی تھپکی سے شیر بننے والے بھارت کو ہماری سالمیت کے خلاف ہذیان بکنے کا موقع فراہم کیا ہے۔

حد تو یہ ہے کہ ہمارے حکمرانوں کی خودغرضانہ پالیسیوں کی بنیاد پر امریکہ نے مسلم امہ کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کی مذموم منصوبہ بندی کے تحت اپنے مفادات کی جنگ میں ہمیں تباہ و برباد بھی کیا اور پھر نام نہاد فرینڈز آف پاکستان کے سامنے ہماری رسوائیوں کا اہتمام بھی کرایا۔ کیری لوگر بل کے تحت امریکی امداد کا چکمہ دے کر ہماری آزادی وخودمختاری کے تقاضوں کے منافی کڑی شرائط مسلط کیں، فرینڈز آف پاکستان سے ہماری برباد کی گئی معیشت کو سہارا دلوانے کے لیے امداد کے وعدے کرائے مگر نہ کیری لوگر کے قانون کے تحت منظور کی گئی امداد کی قسطیں اب تک مکمل ادا ہو پائی ہیں نہ فرینڈز آف پاکستان کے وعدے ایفاء ہونے کی اب تک نوبت آئی ہے۔ آئی ایم ایف سے قرضہ ملتا ہے تو وہ بھی کڑی شرائط کے بندھنوں میں بندھا ہوتا ہے اور اگلی امدادی قسط کی ادائیگی کا مرحلہ آتا ہے تو وہ شرائط پوری نہ کرنے کے الزام میں روک لی جاتی ہے۔

آئی ایم ایف کے قرضوں کے عوض اس کی شرائط کو نئے ٹیکسوں اور مہنگائی کی شکل میں عملی جامہ پہنا کر بھی بے بس و مجبور عوام کو زندہ درگور کیا گیا جبکہ امریکی نخوخیرے اقتصادی، مالی اور دفاعی فائدہ بھارت کو پہنچاتے ہیں اور جگالی کرنے آئے روز ہمارے ملک میں آدھمکتے ہیں۔ ہماری حکومتی، سیاسی اور عسکری قیادتوں کو اپنی انگلیوں پر نچانے کی منصوبہ بندی کر کے آتے ہیں، ڈومور کا راگ الاپتے ہیں اور ہمارے آرمی چیف کو اپنی اس منصوبہ بندی کے آگے مزاحم دیکھ کر افواج پاکستان کے طالبان کے ساتھ رابطوں کے الزامات دھر جاتے ہیں جبکہ امریکی سفیر تو فی الواقع خود کو وائسرائے سمجھ کر یہاں تعینات ہوتے ہیں جو ہمارے اندرونی مالی اور دفاعی معاملات تک میں مداخلت کرنا اپنا حق سمجھ بیٹھتے ہیں۔

اس صورتحال میں ہمارے حکمرانوں کو اب ہوش کے ناخن لینے چاہئیں۔ امریکی امداد اور امداد کے وعدوں پر تکیہ چھوڑ کر اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کی پالیسی سوچی اور اختیار کی جائے۔ جو امداد لی جا چکی ہے اس کے استعمال کو شفاف بنایا جائے اور مزید قرضے اور امداد لینے سے گریز کیا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ ملکی بقاء و سالمیت کے تقاضوں کے تحت امریکی فرنٹ لائن اتحادی کا کردار ترک کر کے اس کی جانب سے آئندہ کسی بھی ڈرون حملے کو ملک کی سالمیت پر حملہ سمجھ کر اس کا توڑ کیا جائے اور دشمن کے جارحانہ عزائم کا اس کی زبان میں جواب دیا جائے۔ اگر ہمارے مالی اور گورننس کے معاملات امریکہ نے ہی چلانے ہیں تو پھر مظلوم و معتوب عوام پر حکمرانی کا حق بھی اسی کا تسلیم کر لیا جائے۔ ہم آزاد و خودمختار کہلانے میں بھی کہاں حق بجانب رہیں گے۔

وزیراعظم ن لیگ کے 12 نکات پر عمل کریں

وزیراعظم یوسف رضا گیلانی نے مسلم لیگ (ن) کے سربراہ نواز شریف کی طرف سے گڈ گورننس بہتر بنانے اور بدعنوانی کے خاتمہ کے لئے دیئے گئے ایجنڈے پر مشاورت مکمل کر کے اس ایجنڈے پر عمل درآمد کے لیے ہاں کر دی ہے اور میاں نواز شریف کو فون کر کے اس فیصلے سے آگاہ کر دیا ہے، مسلم لیگ (ن) نے کرپشن، کمیشن، لوٹ مار، اقربا پروری، عدلیہ کے فیصلوں پر عمل کرنے سے انکار جیسی صورت حال کو سامنے رکھتے ہوئے 12 نکات پیش کیے کہ اگر حکومت ان نکات پر عمل کرے تو اس کے ساتھ کندھے سے کندھا ملا کر چلیں گے۔ اگر گیلانی حکومت تھوڑی سی باریک بینی کے ساتھ ان بارہ نکات کو دیکھے ان میں نہ تو (ن) لیگ کا کوئی ذاتی مفاد ہے اور نہ ہی حکومت کے لیے ان پر عمل کرنا مشکل ہے کیونکہ ان نکات کا تعلق براہ راست حکومت کی گڈ گورننس اور عوامی بھلائی اور بہتری سے ہے۔ اگر گیلانی حکومت واقعی یہ چاہتی ہے کہ ملک میں قانون کی حکمرانی قائم رہے، لوٹ مار کا بازار بند ہونا چاہئے تو پھر بسم اللہ کریں ایوان کے اندر اقلیتی اور اکثریتی جتنی بھی رکاوٹیں ہیں وہ ساری کی ساری خود بخود ختم ہو جائیں گی۔ ایم کیو ایم اور اے این پی کو بھی (ن) لیگ کی طرف سے پیش کیے گئے بارہ نکات پر کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہئے کیونکہ ان نکات کا تعلق کسی کی ذات سے نہیں بلکہ عوام کی بہتری اور ملکی استحکام سے ہے۔ جب کرپشن ختم ہوگی، دفاعی بجٹ صاف شفاف ہوگا۔ بلوچستان میں لگی آگ بجھ جائے گی، سرکاری اخراجات میں کمی آئے گی، توانائی کے بحران کا مستقل حل تلاش کیا جائے گا اور سیاسی بنیادوں پر معاف کیے گئے قرضے واپس خزانے میں آئیں گے تو یقیناً عوام بھی خوش ہوں گے اور حکومت کی گڈ گورننس بھی قائم ہوگی اور آئندہ انتخابات میں عوام کے پاس جانے کا راستہ بھی آسان ہوگا۔ وزیراعظم صرف اور صرف اتحادیوں کے تحفظات ہی دور نہ کریں بلکہ مفاہمتی سیاست کو جاری رکھتے ہوئے عوام کی فلاح و بہبود کے بھی کام کریں اس سے حکومت کی مشکلات بھی دور ہوں گی اور اپوزیشن سمیت تمام اتحادی بھی راضی رہیں گے۔

گیس کی بندش لاہور ریجن کی صنعتوں، پنجاب بھر میں سی این جی سٹیشنوں کو گیس سپلائی بند ہے، صوبائی دارالحکومت سمیت پنجاب کے کئی شہروں میں مظاہرے

جاری ہیں، گھروں میں چولہے ٹھنڈے پڑے ہیں، بجلی کی بندش تو جاری ہے،اس کے ساتھ ہی اب گیس کی بندش بھی جاری ہے اور خلق خدا سڑکوں پر نکل آئی ہے، فیصلہ ہوا تھا کہ پنجاب کو پانچ روز گیس دی جائے گی اور دو روز بند رکھی جائے گی لیکن وفاقی حکومت نے اپنے اس فیصلے پر عملدرآمد نہیں کیا جس کے باعث پنجاب کی تمام صنعتیں بند پڑی ہیں جس سے صوبے کو ناقابلِ تلافی نقصان ہو رہا ہے، گھریلو صارفین کی گیس بند کر کے لوگوں کو سڑکوں پر آنے اور توڑ پھوڑ کرنے پر مجبور کر دیا گیا،اب جبکہ ایم ڈی سوئی نادرن نے گھروں کو گیس دینے کا فیصلہ کیا ہے تو اس میں اتنی تاخیر کیا لوگوں کے صبر کو آزمانے کے لیے رکھی گئی، وزیراعلیٰ پنجاب نے صحافیوں سے بات چیت کرتے ہوئے اپنی مجبوری اور وفاقی حکومت کی سینہ زوری کا ذکر کیا، یہ کیسا فیصلہ ہے کہ گھریلو صارفین کو ہنوز گیس فراہم نہیں کی جا رہی، پچھلے دورِ حکومت میں بھی تو گیس کی یہی مقدار تھی، تب ایسا نہیں ہوا کہ عوام کے چولہے ٹھنڈے کئے گئے ہوں مگر موجودہ حکومت جس سے لوگوں کو زیادہ توقعات تھیں اُس نے بالخصوص پنجاب کو ہدف بنا رکھا ہے اور یہاں گیس کی سپلائی اپنے فیصلے کے برخلاف مکمل طور پر بند کر رکھی ہے اگر ملک کے بڑے صوبے کو گیس سے محروم کر کے اس کی صنعتیں اور ٹریفک کا پہیہ بند کیا جا رہا ہے تو پھر ملک کو بھی کیسے چلایا جا سکے گا۔حکومت فی الفور اس ضمن میں اقدام کرے اور بالخصوص گھریلو صارفین کو گیس کی فراہمی جاری کرے۔

بھارت انتہا پسند ہندو تنظیموں کو لگام دے۔ بھارتی انتہا پسند ہندو تنظیم آر ایس ایس کے گرفتار دہشت گرد سوامی آسی نند نے اپنے اعترافی بیان میں کہا ہے کہ ایک بے گناہ نوجوان مسلمان شیخ عبدالکلیم کے جیل میں حسن سلوک سے متاثر ہو کر اقبال جرم کیا ہے۔ بھارتی سیکیورٹی ادارے ڈیڑھ سال تک نوجوان کو حیدرآباد مکہ مسجد کے دھماکے میں ملوث کرنے کے لیے تشدد کا نشانہ بناتے رہے جس نے میرے ضمیر کو جھنجھوڑا ہے۔ سمجھوتہ ایکسپریس کے حملے میں ملوث مجرم نے اعتراف کر لیا ہے۔ کیا اس کے بعد بھی کسی دلیل کی ضرورت ہے۔ بھارتی حکومت اب لیت ولعل سے کام کیوں لے رہی ہے؟ مسلمان نوجوان شیخ عبدالکلیم پر تشدد کرنے والوں کو شرم آنی چاہئے بے گناہ نوجوان کو ڈیڑھ سال تک زدوکوب کرنے والوں کا خونخوار چہرہ واضح ہو چکا ہے، سانحہ ممبئی اور دیگر حملوں میں پاکستان کو ملوث کرنے کی باتیں کرنے والے اپنے گریبان میں نظر ڈالیں۔ چور، ڈاکو اور دہشت گرد انتہا پسند ہندوؤں کی شکل میں ان کے گھر ہی میں موجود ہیں اور مظلوم بننے کا چہار عالم میں ڈھنڈورا پیٹا جا رہا ہے۔ وکی لیکس کے مطابق راہول گاندھی اس بات کا اعتراف کر چکے ہیں کہ انتہا پسند ہندو تنظیمیں طالبان اور القاعدہ سے زیادہ خطرناک ہیں اور سابق بھارتی آرمی چیف کے بھی انتہا پسند ہندوؤں سے تعلقات منظر عام پر آ چکے ہیں، ہندو انتہا پسند تنظیمیں نہ صرف بھارت میں مسلمانوں کی جان و مال سے کھیل رہی ہیں بلکہ یہ کشمیر میں بھی پُرتشدد کارروائیاں کرتی ہیں۔ بھارت ممبئی حملوں کے ملزمان کو اپنے گھر ہی تلاش کرنے کے ساتھ ساتھ سمجھوتہ ایکسپریس کے ملزمان کو بھی کیفرکردار تک پہنچائے کیونکہ آر ایس ایس کے گرفتار دہشت گرد کے اعتراف کے بعد کسی اور شواہد کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمارے حکمرانوں کو بھی دہشت گردی کا ملبہ ہم پر ڈالنے والے بھارت میں موجود انتہا پسند، جنونی دہشت گرد ہندوؤں کا مکروہ چہرہ دنیا کے سامنے بے نقاب کرنا چاہئے تاکہ دہشت گردوں کے خلاف کارروائی کے لیے ہم پر ڈالے جانے والے دباؤ میں کمی ہو سکے۔ (بشکریہ روزنامہ ''نوائے وقت'')

....

نیوز آف دی ویک — **ابوحسنین**

خبر ''سلمان تاثیر کے قاتلوں اور منصوبہ سازوں کو بے نقاب کریں گے۔''

(آصف علی زرداری)

تبصرہ: پنجاب کے آنجہانی گورنر سلمان تاثیر کے اہل خانہ سے اظہار تعزیت کرنے کے بعد اسلامی جمہوریہ پاکستان کے صدر، پاکستان پیپلز پارٹی کے شریک چیئرمین اور بے نظیر بھٹو کے سابقہ شوہر جناب آصف علی زرداری ''المشہور رکھپے'' نے کہا بلکہ نادر شاہی اعلان فرمایا کہ ''سلمان تاثیر کے قاتلوں اور منصوبہ سازوں کو بے نقاب کریں گے۔'' صدر موصوف کا یہ بیان بڑا ہی معنی خیز، جمہوری اقدار کا مظہر اور مفاہمت کی سیاست کا عکاس ہے۔

بے نظیر بھٹو کے وزارت عظمیٰ کے عہد زریں میں اُن کے برادر حقیقی میر مرتضیٰ بھٹو دن دہاڑے شاہراہ عام پر سندھ پولیس کے ہاتھوں قتل کر دیئے گئے۔ مرتضیٰ بھٹو کے قاتل بھی اور منصوبہ ساز بھی پوری طرح بے نقاب ہو چکے ہیں اور پوری قوم میر مرتضیٰ بھٹو کے قاتلوں اور ''منصوبہ ساز'' معاف کیجیے گا منصوبہ سازوں سے پوری طرح واقف ہے۔

یادش بخیر شہید جمہوریت بے نظیر بھٹو کے قتل کو تو ابھی صرف تین سال کا مختصر عرصہ ہی تو گزرا ہے۔ جبکہ ملک کی صدارت اور وزارت عظمیٰ سمیت بہت کچھ آصف زرداری کی جیب میں ہے۔ رحمٰن ملک جیسا وزیر داخلہ، ڈاکٹر بابر اعوان جیسا وزیر قانون انہیں میسر ہے۔ مزید برآں یہ کہ اقوام متحدہ نے بھی بے نظیر بھٹو کے قتل کی گراں قیمت اور گراں قدر و قابل فخر تحقیقات کا کارنامہ صرف 50 لاکھ ڈالر کے عوض انجام دیا ہے۔ مگر جناب آصف علی زرداری ان تحقیقات سے مطمئن نہیں ہیں۔ اس سارے گورکھ دھندے یعنی بے کار مشق کا مقصد بے نظیر بھٹو کے قاتلوں کو ہرگز کیفرکردار تک پہنچانا نہیں تھا بلکہ ''قاتلوں اور منصوبہ سازوں کو بے نقاب کرنا تھا'' اور یہ مقصد بھی ''جمہوریت ہی بہترین انتقام ہے'' کے ذریعے حاصل کیا جا چکا ہے۔ رہا سوال عوام کی جیبوں سے نکلے ہوئے 50 لاکھ ڈالر کا تو یقیناً پاکستان کھپے کی یہ رائے ہو گی کہ اقوام متحدہ اِس رقم کا پاکستانی عوام سے زیادہ ضرورت مند اور محتاج ہے۔ اب رہ گیا معاملہ گورنر پنجاب سلمان تاثیر کے قاتلوں اور منصوبہ سازوں کو بے نقاب کرنے کے صدارتی اعلان کا تو قوم کو اُمید رکھنی چاہیے کہ میر مرتضیٰ بھٹو اور بے نظیر بھٹو کی طرح سلمان تاثیر کے قاتل اور منصوبہ ساز ضرور بے نقاب ہوں گے۔ اس امر میں کسی کو بھی شک نہیں ہونا چاہیے کہ یہ اعلان آصف علی زرداری نے بذات خود، بلا جبر و اکراہ، بقائمی ہوش و حواس امریکہ کی اجازت اور آشیرباد سے کیا ہے، لہٰذا سلمان تاثیر کے وارثوں کو قطعاً پریشان نہیں ہونا چاہیے۔ آصف علی زرداری کی طرح، جو اپنے نمائندے اور پارٹی لیڈر کے جنازہ میں بھی شریک نہ ہو سکے۔ ویسے اندر کی بات تو یہ ہے کہ سلمان تاثیر کے 'قاتلوں' کو بے نقاب کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ وہ تو موجود اور مشہود ہیں...... پاکستان کھپے۔

come.” What a difference between this bold stand and whimpers coming out of Pakistan!

There are obvious differences between the two countries, but regardless of those economic differences, there is no justification for the servile attitude of Pakistani leadership. The sinking fortunes of Pakistan are not merely related to its economic dependence on the United States; they are a direct result of the moral bankruptcy of its political leadership.

All that Pakistani politicians seem to be interested in is an unending parade of petty political games. In a country where no one feels safe, where all the growth indicators have been going down, and where basic necessities are becoming increasingly scarce, no one seems to be concerned about any long-term strategy to meet the power shortfall or to curtail the ever-increasing gap between the rich and the poor.

It is hard to believe that Pakistan at the end of 2010 is the same country which witnessed one of the greatest tragedies of its national life in this same year. It seems no one remembers the floods anymore. The desperation witnessed during those weeks, the hopelessness of people who would rush to aid workers, fight over rice and sugar, stronger men would slap the faces of women and children to get food away from them, people would pick up grains of sugar from the ground and put them straight into their mouths. These memories of those days, when the entire nation was feeling an urgent sense of moral decay, but also a sincere repentance and hoping for Divine grace, are all gone with the wind.

It is hard to believe that the nation is still filled with the same old habits of life and its entire political leadership is immersed in yet another petty affair. As the year 2010 comes to end, one cannot rejoice in any possible opening filled with hope. Instead, there is this heavy feeling that the same old pattern of national decay will continue in the New Year, and perhaps for years to come. (*Courtesy: Daily “The News”*)

دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

اسرہ حاصل پور کا ماہانہ اجتماع

اسرہ حاصل پور کا ماہانہ اجتماع 12 دسمبر 2010ء کو رفیق تنظیم ہیڈ ماسٹر (ر) صادق علی کی رہائش گاہ پر ہوا۔ حاصل پور شہر میں اسرے کا قیام اگرچہ بہت پہلے عمل میں آچکا تھا، تاہم جولائی 2010ء میں 25 روزہ فہم دین کورس کے انعقاد کے بعد 6 نئے احباب تنظیم میں شامل ہوئے۔ امیر حلقہ نے مشورے کے بعد طے کیا کہ اِس اسرہ کے تحت اب ماہانہ بنیادوں پر دعوتی اجتماع منعقد ہوا کرے گا۔ اسی سلسلے میں پہلا پروگرام 14 نومبر کو ہوا تھا۔ اِس پروگرام میں کم تعداد میں رفقاء و احباب نے شرکت کی، تاہم دوسرے پروگرام میں بحمد اللہ 8 رفقاء اور 9 احباب شریک ہوئے۔ پروگرام کا آغاز صبح 10 بجے ہوا۔ سب سے پہلے راقم نے امت مسلمہ کے اجتماعی ذمہ داری پر بیان کیا۔ بعد ازاں سجاد سرور نے درس حدیث دیا اور حدیث رسول کی خوشبو سے بزم کو معطر کیا۔ راقم نے درس قرآن دیا۔ مطالعہ سیرت رسولؐ کے حوالے سے ڈاکٹر صفی الرحمٰن مبارکپوری کی کتاب الرحیق المختوم سے ”رسول اکرم ﷺ کو تبلیغ کا حکم“ پر بیان کیا گیا۔ یہ ذمہ داری سجاد سرور نے ادا کی۔ پروگرام کے آخر میں جناب صادق علی نے شرکاء کی چائے اور بسکٹ سے تواضع کی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری اس کوشش کو قبول فرمائے۔

(مرتب: محمد رضوان عزمی)

مقامی تنظیم جار باجوڑ کا فہم دین کورس

تنظیم اسلامی جار باجوڑ کے زیر اہتمام 12 دسمبر 2010ء الازہر پبلک سکول مسلم باغ میں فہم دین پروگرام کا انعقاد کیا گیا۔ پروگرام کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا، جس کی سعادت عبید اللہ نے حاصل کی۔ رفیق الرحمٰن نے سٹیج سیکرٹری کے فرائض انجام دیئے۔ تلاوت قرآن کے بعد انہوں نے نبی محسن کو ”دین کا جامع تصور“ کے موضوع پر گفتگو کی دعوت دی۔ مقرر نے تفصیل کے ساتھ سامعین کے سامنے دین کا جامع تصور پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے، محض مذہب نہیں ہے۔ لیکن اسلام بیزار سیکولر قوتیں اسے مذہب باور کرانے پر تلی ہوئی ہیں۔ لہٰذا ہمارا فرض ہے کہ خود بھی دین میں پورے داخل ہوں اور دوسروں کو بھی اس کی دعوت دیں۔ پھر یہ کہ اس کے غلبہ و اقامت کے لیے جدوجہد کریں۔ اس کے بعد عبید اللہ کو فرائض دینی کے جامع تصور پر بحث کے لیے بلایا گیا۔ انہوں نے علمی انداز سے پر مغز گفتگو کی۔ محمد نعیم نے سامعین کے سامنے انقلاب نبوی ﷺ کے مراحل بیان کیے۔ نیز التزام جماعت اور بیعت کی اہمیت پر گفتگو کی، اور سامعین پر واضح کیا کہ ایک اسلامی انقلابی جماعت میں بیعت کیوں ضروری ہے۔ اس پروگرام میں کل 16 افراد شریک ہوئے، جن میں 10 رفقاء اور 6 احباب شامل ہیں۔ آخر میں شرکاء کی چائے سے تواضع کی گئی۔ امیر مقامی تنظیم جناب غازی گل صاحب کے اختتامی کلمات اور دعا پر یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس معمولی سی سعی کو شرف قبولیت بخشے۔ (آمین)

(مرتب: لاہور خان)

تنظیم اسلامی نوشہرہ کا دعوتی اجتماع

19 دسمبر 2010ء بروز اتوار دوپہر دو بجے تنظیم اسلامی نوشہرہ کا ماہانہ دعوتی اجتماع کا انعقاد ہوا۔ امیر تنظیم اسلامی نوشہرہ قاضی فضل حکیم نے ”عبادت رب“ کے موضوع پر گفتگو کی۔ اس اجتماع کے لیے رفقاء نے بھرپور انداز سے اپنے اپنے احباب کو دعوت دی تھی، جس کے نتیجے میں احباب کی کثیر تعداد نے اس خصوصی اجتماع میں شرکت کی۔ اور مردان اور پبی سے بھی رفقاء و احباب شریک ہوئے۔ اس موقع پر سٹال بھی لگایا گیا تھا، جس سے شرکا نے بھرپور استفادہ کیا۔ سامعین نے اس پروگرام کو بہت پسند کیا اور اس خواہش کا اظہار کیا کہ اس قسم کا پروگرام ہر ماہ منعقد کیا جائے۔ دو احباب نے تنظیم میں شمولیت کا ارادہ بھی کیا۔ پروگرام کے اختتام پر شرکاء کی چائے اور نمک پاروں سے تواضع کی گئی۔ اس اجتماع میں 10 رفقاء اور تقریباً 80 احباب نے شرکت کی۔ (مرتب: جان نثار اختر)

Dr Muzaffar Iqbal

THE "LET THEM DO IT" SPIRIT

As the political pack in Pakistan wrangles over nothing and the country dips further into a heavy load that cannot be shed, no matter how long the loadsheddings become, 2010 comes to an end, marking one more point of reference on one of the calendars humanity now uses. The year ends without any improvement on the hope factor and without a hint of any real change in Pakistan or the world in general despite Wikileaks, whose head has mysteriously disappeared from the news media.

That there are no signs of hope in Pakistan may be a direct consequence of the moral and intellectual character of its leadership. But for the world at large to be so filled with dark hopelessness is indeed a great tragedy for the entire human race. The downward spiral with which the century started has yet to see an upward turn: we are still living in the nightmarish world created by George W Bush and his British crony, whose name one does not wish to pronounce, lest it taints the paper with blood. That nightmare was inaugurated by two ruthless wars which unfolded countless human tragedies, most of which will never become part of history as recognizable individual tragedies; rather, they will forever remain collateral damage.

Yet, amidst the ever-increasing collateral damage of the unending war of terror started by George W Bush, one wishes at least to have a hope that there will come a time when someone in Pakistan will have the courage to stand up and say: one more drone attacks in Pakistan or else the US embassy in Islamabad will be shut down.

The fact that Pakistan has lost its sovereignty requires no further proof than the recent statement by its prime minister in parliament, in which he called the drone attacks "counterproductive" and repeated his government's demand that the US give Pakistan the drone technology and leave to it such actions against militants. What does it mean to issue such a statement in parliament other than acknowledging the fact that the Pakistani government cannot stop these attacks! This amounts to admitting the loss of sovereignty because, for all practical purposes, a drone attack is an attack on Pakistan by another country, not merely an attack on some unknown militants.

During 2010, there has been a sharp increase in these attacks. The number of people killed is anybody's guess, as no one is counting. The drone war is not recorded anywhere in public debates, neither in the United States nor in Pakistan, occasional whimpers by the Jamaat-e-Islami notwithstanding, Pakistan is perhaps the only country in the world which has given the United States a blank cheque; even the servile Egypt receives more respect.

Then there is Hugo Chavez, who has refused to accept Washington's choice of ambassador to his country, because the nominee, Larry Palmer, made some statements earlier this year suggesting that morale was low in Venezuela's military and that he was concerned Colombian rebels were finding refuge in Venezuela. Even though the US State Department has said that it stands behind its nomination of Palmer, Chavez refuses to admit him.

"If the government is going to expel our ambassador there, let them do it!" he said in a televised speech to his nation, "if they're going to cut diplomatic relations, let them do it! Now the US government is threatening us that they're going to take reprisals. Well, let them do whatever they want, but that man will not